بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

# بدر

BADR – QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی عہ/ بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمدؑ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سراں صد

ضمیمہ درس قرآن مجید ۔ (چار روپے پیشگی)

جلد ۱۰ — ۱۱ ۔ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۱ مئی ۱۹۱۱ء مطابق ۲۹ ۔ بساکھ سمت ۶۹ — نمبر ۲۸

بھائیو ! گر قادیان آؤ گے تم | ایڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دین مصطفےٰ پاؤ گے تم

## حضرت امیرؓ کا مزاج مقدس

مکرمی جناب اکمل صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ حضرت کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے ۔ اس ہفتہ میں ایک دن بہت تیز بخار ہو گیا تھا پرسوں دست آ گئے تھے جو کل تک جاری رہے ان سے ضعف ہو گیا ہے ۔ احباب دعا فرماویں ۔ کہ اللہ تعالےٰ صحت کامل عطا فرماوے کبھی کبھی کسی بیماری کا دورہ ہو جانے سے ضعف ہو جاتا ہے احباب بہت درد دل سے دعا کریں ۔ کہ اللہ تعالےٰ ان دوروں کو دور کرے والسلام ۔ عاجز بشارت احمدؐ عفی اللہ عنہ

## مدینۃ المسیح

بلبل دبستانِ نبوت صاحبزادہ میرزا محمود احمدؐ صاحب ایک دن کیواسطے قادیان آئے تھے ۔ پھر امرتسر چلے گئے ۔ وہاں سے باوجود ناسازئی طبیعت بٹالہ کے جلسہ میں شریک ہوئے ۔ اب حسب الارشاد جناب امیر المومنین اپنے ماموں جان (میر محمد اسمٰعیل اسسٹنٹ سرجن) تبدیل آب و ہوا کے لئے کراچی جاتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ بخیر و عافیت واپس لائے باقی خاندان رسالت امرتسر ہی میں ہے ۔

(۲) مولوی محمد علی صاحب ایم ۔ اے کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے ۔ انبتہ اللہ نباتاً حسنا ۔ اللہ تعالےٰ اس کو زکوۃً و اقرب رحماً بنائے ۔

(۳) مہمان خانہ میں میاں امیر احمدؐ صاحب قریشی کی خدمات کا اضافہ مفید ثابت ہو رہا ہے ۔

## سفر بنارس

مفتی صاحب مکرم کے سفر بنارس کا مختصر حال سنئے ۔ حافظ روشن علی صاحب ۔ مولوی محمد سرور شاہ صاحب ۔ مولوی غلام رسول صاحب میر قاسم علی صاحب کے دو دو لکچر اور خواجہ کمال الدین صاحب کے تین لکچر ہوئے مفتی صاحب مکرم نے ٹون ہال میں بوضاحت سلسلہ کی تبلیغ کی جسے سامعین نے توجہ سے سنا ۔ اور کئی ایک غیر احمدیوں نے اصرار کیا کہ ہم اپنے اہتمام کے ساتھ اپنے محلہ میں وعظ کراتے ہیں یہی باتیں مفصل وہاں بیان کی جاویں ۔ چنانچہ ان کی اس استدعا کے مطابق حافظ روشن علی صاحب ۔ مولوی غلام رسول صاحب اور میر قاسم علی صاحب دو دن اور بنارس ٹھہرے اور مفتی صاحب بمعیت مولوی سرور شاہ صاحب مونگھیر گئے ۔ جہاں دو دن جلسہ ہوا وہاں پیشگوئیوں کے متعلق جھگڑا بر پا تھا اس لئے مفتی صاحب نے پیشگوئیوں کی حقیقت کے متعلق ایک تقریر کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو تین ذکی و فہیم اشخاص نے بیعت کی ۔ بنارس میں ایک ہندو پنڈت صاحب نے چند سوالات کئے جن کے جواب حافظ صاحب نے ایسے مدلل دئے ۔ کہ وہ قائل ہو گیا ۔ اور اٹھ کر کہا ۔ کہ میں دھن باد کرتا ہوں مرزا صاحب کو جنہوں نے آپ جیسے آدمی بنائے ۔ میں نے یہی سوال ثناء اللہ اور دیگر مولویوں سے کئے تھے ۔ مگر کوئی جواب نہ دے سکا ۔ آج میری تشفی ہوئی ۔

یہ خبر بھی اہل انصاف کے حلقے میں مسرت کے ساتھ پڑھی جاوے گی ۔ کہ مولوی اندھیل والا ۔ اور گوجرانوالہ کا نقشبندی کاتب مباحثہ کے لئے جرأت نہ کر سکے اور آٹھ دس اشخاص نے بیعت کی درخواست بھجوائی ۔

اس کے بعد مفتی صاحب مع مولوی محمد سرور صاحب شاہ آباد آئے ۔ یہاں آپ نے بڑے بڑے رؤساء کے سامنے حضرت مرزا علیہ السلام کی رسالت و نبوت کے دلائل کھول کھول کر بیان کئے ۔ جو مخالفین کے لئے دلبستگی کا موجب ہوئے ۔ اور انہی لوگوں نے بہ اصرار ایک دن اور ٹھہرایا اب شاہجہانپور سے ہوتے ہوئے قادیان آئیں گے ۔

## جلسہ بٹالہ

۶ ۔ ۷ ۔ مئی کو انجمن احمدیہ بٹالہ کا جلسہ تھا رپورٹ تاحال نہیں پہونچی ۔ مگر یہ خبر بڑی خوشی کے ساتھ پڑھی جاوے گی ۔ کہ اہل بٹالہ کو پیام حق بڑی خوبی کے ساتھ سنایا گیا پہلے روز شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم ۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور ۔ صاحبزادہ میرزا محمود احمدؐ صاحب نے لکچر دئے دوسرے دن حافظ روشن علی صاحب ۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور ایڈیٹر صاحب نور و صاحبزادہ صاحب نے لکچر دئے ۔ جن کا اثر بہت عمدہ ہوا حاضرین کی تعداد معقول تھی ۔

(بدر پریس دار الامان قادیان میں میاں معراج الدین عمر ۔ پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

# کوئل

کوئل او پیاری کوئل! تو آگئی کہاں سے
پہلے ہی پُھنک رہا تھا میں سوزشِ نہاں سے
یہ اور آگ کیسی۔ تو نے لگائی آ کر
بُجھتا ہے جس کا مشکل۔ اس جسمِ ناتواں سے
آواز جو تری ہے۔ کیا درد سے بھری ہے
بیتاب کر رہی ہے۔ اندازِ دلستاں سے
بُلبُل ہزار نغمے۔ ہاں دلفگار نغمے
مجھ کو سنا چکی ہے۔ گلزاریں زباں سے
پر یہ صدا سُریلی۔ تجھ سے سُنی اکیلی
کھلنے نہ پائی پہیلی۔ پھر بھی ترے بیاں سے
خود ہی مجھے بتادے۔ جو حال ہے سُنادے
اِک آگ سی لگادے۔ پُر درد داستاں سے
ہے اشتیاق کس کا۔ سوزِ فراق کس کا
تجھ کو نکال لایا۔ اس پہلے آشیاں سے
تو کیوں وطن سے نکلی۔ ہاں کیوں چمن سے نکلی
پھرتی ہے جنگلوں میں۔ بیزار اپنی جاں سے
کُو کُو ہے کس کی خاطر۔ تھا کون یارِ شاطر
جس کے لئے جُدا ہے۔ تو پیارے خانماں سے
ہر وقت اشکباری۔ دن رات آہ و زاری
اور اتنی بے قراری۔ پائی ہے کس مکاں سے
گُلشن میں گل کھلے ہیں۔ آپس میں ہنس رہے ہیں
ہے کام تجھ کو لیکن۔ بس نالہ و فغاں سے
رُوح و رو داد اکمل۔ ہے تجھ میں شانِ اکمل
بن جا زبانِ اکمل۔ اس طرزِ دلستاں سے

---

وہ بھی ہوا مُسافر۔ اِک مہرباں کی خاطر
گھر بار چھوڑ بیٹھا۔ ہے دور خانماں سے
احباب چھوڑ آیا۔ مُنہ ان سے موڑ آیا
اپنا وطن بُھلایا۔ اُلفت ہے قادیاں سے
عاجز ہے ناتواں ہے۔ اِک مُشت استخواں ہے
معتوبِ دوستاں ہے۔ مشہور اِس نشاں سے
اُس کی سیاہ کاری۔ اُس کی گناہ گاری
پھر اُس کی بیقراری۔ بالکل الگ جہاں سے
ہے بندۂ محبت۔ تکلیف میں مُسرت
ذلت میں ایک عزت۔ پاتا ہے امتحاں سے
بوئے وفا سے خالی۔ پھولوں کی پائی ڈالی
مر مر کے جاں نکالی۔ ناچار بوستاں سے
اب جنگلوں میں پھر کر۔ ہر ہر قدم پہ گر کر
ڈھونڈیگا اپنا دلبر۔ وہ چشمِ خونفشاں سے

کوئل او پیاری کوئل! آ مل کے دونو روئیں
داغِ فراقِ دلبر۔ اشکوں سے اپنے دھوئیں

---

## وی پی واپس کرنیوالے

ہم نے دو ماہ پہلے نوٹس دیا۔ کہ بدر بقایا داروں کے نام وی پی کیا جاتا ہے پھر ہر ایک صاحب کو اطلاعی کارڈ بھیجے۔ جن حضرات کے خطوط یکم مئی تک پہنچ گئے اون کے نام وی پی نہیں ہوا۔ باوجود اس احتیاط کے جن احباب نے وی پی واپس کردیے ہیں وہ مہربانی فرماکر لکھ بھیجیں کہ کب چندہ سالانہ ادا فرمائیں گے اور اگر وہ ۴ مئی ۱۹۱۱ء کا پرچہ دیکھنا چاہتے ہیں جس میں کہ حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کا مضمون دربارہ احمدی وغیر احمدی تھا تو ۱/ کے ٹکٹ خرچانہ دی پی بھیجکر منگوا لیں۔

## چکوال میں احمدیوں کو تکلیف

ایک بھائی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مخالف مولویوں نے ہماری مخالفت میں وعظ کئے اور کہا کہ مرزائی کافر ہیں ان کی عورتیں ان پر حرام ہیں۔ ... ... ... احمدی عورت کے بارہ میں یہ حکم ہے کہ تین ماہ انتظار کرکے دوسری جگہ نکاح کردو مرزائی لوگوں سے کھانا۔ پینا۔ بیٹھنا۔ لین دین۔ بات چیت کرنا بند کردیا جاوے۔ کوئی مسلمان ان کی روٹی نہ لگائے۔ تندور۔ چاہ۔ بند کئے جاویں یہاں تک کہ کپڑے سے کپڑا نہ چھونے دیں۔ وغیر ذالک۔ پھر لکھتے ہیں۔ کہ چکوال کے سقوں نے ہمارا پانی بند کردیا ہے۔"

یہ حالات سخت قابل افسوس ہیں ہم اپنے بھائیوں کو صبر و استقلال و ثبات کی تاکید کرتے ہیں۔ سلامت روی۔ امن پسندی کے ساتھ رہیں کیونکہ آخر فتح انشاء اللہ تمہاری ہے

## برادر مرحوم

بعض الفاظ اپنے لغوی معنوں کے لحاظ سے بہت ہی دل پسند ہوتے ہیں۔ مگر اصطلاحی معانی کے اعتبار سے بعض اوقات تشویش پھیلا دیتے ہیں۔ ۲۷۔ اپریل کے بدر صفحہ ۲ کالم ۲ پر ایک وصیت ہے اس کے متعلق بعض دوستوں کو غلط فہمی ہوئی ہے

---

ملک محمد بخش صاحب بخیر و عافیت زندہ موجود ہیں۔

## سکھ اور احمدی

۱۶ سولہ سال سے حضرت اقدس مسیح موعود کا دعوے ہے کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ راستباز مسلمان اور ولی اللہ تھے۔ اور اس کے ثبوت میں آپ نے کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کے بعد شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور بالخصوص اپنے سکھ بھائیوں کو یہ پیغام بڑی محبت اور پیار سے سُناتے رہے۔ لیکن تعجب ہے کہ ماسٹر عبد الرحمان صاحب کا رسالہ گورو باوا نانک صاحب کا چولہ جو تین سال سے شائع ہو رہا ہے۔ سکھوں کو غیر معمولی توجہ ہوئی اور لاہور میں اشتہار بازی شروع ہوگئی۔ جو کہ کسی مفید نتیجہ پر نہ پہنچا سکتی تھی۔ چونکہ امرتسر سے بھی چیلنج دیا گیا تھا۔ اس لئے جناب سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ نے اشتہار دیا ہے کہ اگر سکھ صاحبان حفظِ امن کا ذمہ لیں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت بھی حاصل کریں۔ تو ایک مکان کے اندر حاضرین کی مخصوص تعداد کے ساتھ تحریری مباحثہ منظور ہے۔ تحقیق حق کے لئے یہ طریق بہت ہی عمدہ ہے۔

---

**نتیجہ مباحثہ مانگٹ** ۔ ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون بے شک وہ لوگ جو خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں کبھی کامیاب نہیں ہوتے پچھلے دنوں موضع مانگٹ اونچے علاقہ حافظ آباد میں جماعت احمدیہ و غیر احمدیہ میں مباحثہ ہوا۔ جماعت احمدیہ کیطرف سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی مقرر ہوئے چنانچہ دوران گفتگو میں مولوی ابراہیم صاحب نے مع تمام غیر احمدیوں کے اللہ کی قسم کھاکر کہا کہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری زندہ آسمان پر ہیں اور احمدیوں نے بھی قسم کھائی کہ حضرت عیسیٰ دوسرے نبیوں کی طرح فوت ہوگئے اور انکا جسم آسمان پر نہیں گیا۔ احمدیوں کی طرف سے جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے قرآن شریف سے وفات مسیح اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ایسے دلائل اور اسندلال پیش کئے جن کا جواب حضرت ابراہیم صاحب نہ دیسکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ غیر احمدیوں میں سے بعد مباحثہ جنھوں نے مولوی ابراہیم کے ساتھ قسم اُٹھائی تھی پچاس ۵۰ آدمی جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ احمدی ہوگئے۔ اور احمدیوں میں سے ایک آدمی بھی مرتد نہیں ہوا۔ اگر کسی غیر احمدی کو شک ہے تو موضع مانگٹ میں آکر تصدیق کرسکتا ہے۔ سُنا ہے کہ مولوی ابراہیم صاحب نے رسالہ الہادی و پرچہ اہل حدیث میں مضمون خلاف واقعہ درج کرایا ہے یہ محض دجل ہے جسکو شک ہو وہ مانگٹ میں آکر دریافت کرسکتا ہے۔ اسمائے گرامی جو داخل بیعت ہوئے علی محمد۔ محمد بخش۔ علی محمد۔ تاجا۔ گاموں۔ سردارا۔ صدر الدین

# کوئل

کوئل او پیاری کوئل! تو آگئی کہاں سے
پہلے ہی پھنک رہا تھا میں سوزشِ نہاں سے
یہ اور آگ کیسی۔ تو نے لگائی آ کر
تجھنا ہے جس کا مشکل۔ اس جسم ناتواں سے
آواز جو تری ہے۔ کیا درد سے بھری ہے
بیتاب کر رہی ہے۔ اندازِ دلستاں سے
بلبل ہزار نغمے۔ ہاں دلفگار نغمے
مجھ کو سنا چکی ہے۔ گلزار میں زباں سے
پر یہ صدا سریلی۔ تجھ سے سنی اکیلی
کھلنے نہ پائی بیلی۔ پھر بھی ترے بیاں سے
خود ہی مجھے بتادے۔ جو حال ہے سنادے
اک آگ سی لگادے۔ پُردرد داستاں سے
ہے اشتیاق کس کا۔ سوزِ فراق کس کا
تجھ کو نکال لایا۔ اس پہلے آشیاں سے
تو کیوں وطن سے نکلی۔ ہاں کیوں چمن سے نکلی
پھرتی ہے جنگلوں میں۔ بیزار اپنی جاں سے
کوکو ہے کس کی خاطر۔ تھا کون یارِ شاطر
جس کے لئے جدا ہے۔ تو پیارے خانماں سے
ہر وقت اشکباری۔ دن رات آہ و زاری
اور اتنی بے قراری۔ پائی ہے کس مکاں سے
گلشن میں گل کھلے ہیں۔ آپس میں ہنس رہے ہیں
ہے کام تجھ کو لیکن۔ بس نالہ و فغاں سے
روحِ روانِ اکمل۔ ہے تجھ میں شانِ اکمل
بن جا زبانِ اکمل۔ اس طرزِ دلستاں سے

---

وہ بھی ہوا مسافر۔ اک مہرباں کی خاطر
گھر بار چھوڑ بیٹھا۔ ہے دور خانماں سے
احباب چھوڑ آیا۔ منہ ان سے موڑ آیا
اپنا وطن بھلایا۔ الفت ہے قادیاں سے
عاجز ہے ناتواں ہے۔ اک مشت استخواں ہے
معتوبِ بدسگاں ہے۔ مشہور اس نشاں سے
اس کی سیاہ کاری۔ اس کی گناہ گاری
پھر اس کی بیقراری۔ بالکل الگ جہاں سے
ہے بندۂ محبت۔ تکلیف میں مسرت
ذلت میں ایک عزت۔ پایا ہے امتحاں سے
بوئے وفا سے خالی۔ پھولوں کی پائی ڈالی
مر مر کے جاں نکالی۔ ناچار بوستاں سے
اب جنگلوں میں پھر کر۔ ہر ہر قدم پہ گر کر
ڈھونڈیگا اپنا دلبر۔ وہ چشمِ خونفشاں سے

کوئل او پیاری کوئل! آ مل کے دونوں روئیں
داغِ فراقِ دلبر۔ اشکوں سے اپنے دھوئیں

---

## وی پی واپس کرنیوالے

ہم نے دو ماہ پہلے نوٹس دیا۔ کہ بدر بقایا داروں کے نام وی پی کیا جاتا ہے پھر ہر ایک صاحب کو اطلاعی کارڈ بھیجے۔ جن حضرات کے خطوط یکم مئی تک پہنچ گئے اون کے نام وی پی نہیں ہوا۔ باوجود اس احتیاط کے جن احباب نے وی پی واپس کردئے ہیں وہ مہربانی فرماکر لکھ بھیجیں کہ کب چندہ سالانہ ادا فرمائیں گے اور اگر وہ ۲۷ مئی ۱۱ سنہ ۶ کا پرچہ دیکھنا چاہتے ہیں جس میں کہ حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کا مضمون دربارہ احمدی وغیر احمدی تھا تو ۱ر کے ٹکٹ (ہرجانہ وی پی) بھیجکر منگوا لیں۔

## چکوال مین احمدیون کو تکلیف

ایک بھائی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "دو مخالف مولویون نے ہماری مخالفت مین وعظ کئے اور کہا کہ مرزائی کافر ہین ان کی عورتین ان پر حرام ہین۔ .. .. .. احمدی عورت کے بارہ مین یہ حکم ہے کہ تین ماہ انتظار کرکے دوسری جگہ نکاح کردو مرزائی لوگون سے کھانا۔ پینا۔ بیٹھنا۔ لین دین۔ بات چیت کرنا بند کردیا جاوے۔ کوئی مسلمان ان کی روٹی نہ لگائے۔ تندور۔ چاہ۔ بند کئے جاوین یہانتک کہ کپڑے سے کپڑا نہ چھونے دین۔ وغیر ذالک۔ پھر لکھتے ہین۔ کہ چکوال کے سقون نے ہمارا پانی بند کردیا ہے"

یہ حالات سخت قابل افسوس ہین ہم اپنے بھائیون کو صبر و استقلال و ثبات کی تاکید کرتے ہین۔ سلامت روی۔ امن پسندی کے ساتھ رہین کیونکہ آخر فتح انشاء اللہ تمہاری ہے

## برادر مرحوم

بعض الفاظ اپنے لغوی معنون کے لحاظ سے بہت ہی دل پسند ہوتے ہین۔ مگر اصطلاحی معانی کے اعتبار سے بعض اوقات تشویش پھیلا دیتے ہین۔ ۲۷۔ اپریل کے بدر صفحہ ۲ کالم ۲ پر ایک وصیت ہے اس کے متعلق بعض دوستون کو غلط فہمی ہوئی ہے

ملک محمد بخش صاحب بخیر و عافیت زندہ موجود ہین۔

## سکھ اور احمدی

سولہ (۱۶) سال سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا دعوے ہے کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ راستباز مسلمان اور ولی اللہ تھے۔ اور اس کے ثبوت مین آپ نے کتابین لکھی ہین۔ آپ کے بعد شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور بالخصوص اپنے سکھ بھائیون کو یہ پیغام بڑی محبت اور پیار سے سُناتے رہے۔ لیکن تعجب ہے کہ ماسٹر عبد الرحمان صاحب کا رسالہ گوردبا وانانک صاحب کا چولہ جو تین سال سے شائع ہو رہا ہے۔ سکھون کو غیر معمولی توجہ ہوئی اور لاہور مین اشتہار بازی شروع ہوگئی۔ جو کہ کسی مفید نتیجہ پر نہ پہنچا سکتی تھی۔ چونکہ امرتسر سے بھی چیلنج دیا گیا تھا۔ اس لئے جناب سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ نے اشتہار دیا ہے کہ اگر سکھ صاحبان حفظ امن کا ذمہ لےلین اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت بھی حاصل کرلین۔ تو ایک مکان کے اندر حاضرین کی مخصوص تعداد کے ساتھ تحریری مباحثہ منظور ہے۔ تحقیق حق کے لئے یہ طریق بہت ہی عمدہ ہے۔

---

**نتیجۂ مباحثہ مانگٹ** ۔ انّ الّذین علی اللّٰہ الکذب لایفلحون (یفترون) بےشک وہ لوگ جو خدا پر جھوٹھ باندھتے ہین کبھی کامیاب نہین ہوتے پچھلے دنون جو مانگٹ اوپنچے علاقہ حافظ آباد مین جماعت احمدیہ و غیر احمدیہ مین مباحثہ ہوا۔ جماعت احمدیہ کیطرف سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی مقرر ہوئے چنانچہ دوران گفتگو مین مولوی ابراہیم صاحب نے مع تمام غیر احمدیون کے اللہ کی قسم کھاکر کہا کہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری زندہ آسمان پر ہین اور احمدیون نے بھی قسم کھائی کہ حضرت عیسیٰ دوسرے نبیون کی طرح فوت ہوگئے اور انکا جسم آسمان پر نہین گیا۔ احمدیون کی طرف سے جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے قرآن شریف سے وفات مسیح اور حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ایسے دلائل اور استدلال پیش کئے جن کا جواب حضرة ابراہیم صاحب نہ دیسکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ غیر احمدیون مین سے بعد مباحثہ جنھون نے مولوی ابراہیم کے ساتھ قسم اٹھائی تھی پچاس (۵۰) آدمی جن کے نام ذیل مین درج ہین۔ احمدی ہوئے۔ اور احمدیون مین سے ایک آدمی بھی مرتد نہین ہوا۔ اگر کسی غیر احمدی کو شک ہے تو موضع مانگٹ مین آکر تصدیق کرسکتا ہے۔ سُنا ہے کہ مولوی ابراہیم صاحب نے رسالہ الہادی و پرچہ اہل حدیث مین مضمون خلاف واقعہ درج کرایا ہے یہ محض دجل ہے جسکو شک ہووہ مانگٹ مین آکر دریافت کرسکتا ہے۔ اسمائے گرامی جو داخل بیعت ہوئے علی محمد۔ محمد بخش۔ علی محمد۔ تاجا۔ گاموں۔ سردارا۔ صدر الدین

گاماں۔ گہنا۔ نوربھری۔ فتحدین۔ حسن محمد۔ گھولا۔ روشنائی۔ محمد بخش۔ حسین بی بی۔ غلام فاطمہ۔ مریم بی بی۔ ودھایا۔ بیگم۔ نور محمد۔ پیر محمد۔ دختر ودھایا۔ نواب بی بی۔ عبد اللہ۔ رحیم بخش۔ شیرا۔ بھاگن۔ عائشہ۔ سجادل۔ شیراں۔ مراد۔ جان محمد۔ غلام محمد۔ جیواں۔ حسن بی بی۔ بھاگی۔ عمر بی بی۔ نواب بی بی۔ مراعل۔ ستو۔ طالع بی بی۔ حاکم۔ مراد بی بی۔ نور محمد۔ رحمت۔ حسن بی بی۔ رحمت بی بی۔ پھر اس کے بعد علاوہ ان پچاس آدمیون کے دس اشخاص نے اسوقت بیعت کی جب خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب اور مولوی غلام رسول راجیکی حافظ آباد مین لیکچر کے لئے تشریف لائے۔ کیا جھوٹے صاحب دعوی کیلئے خدا تعالی کیطرف سے اس طرح تائید اور نصرت ہوسکتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ بندہ محمد حیات۔ پیرکوٹ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَمَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ ؕ

# حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کا ایک عظیم احسان

حق بین نگاہ کے واسطے تو حضرت مسیح موعود ہزاروں نشان چھوڑ گئے ہیں۔ پر جس نے آنکھ پر تعصب کی پٹی باندھ لی ہو۔ اور اس کے کھولنے پر راضی نہ ہو۔ اس کا کیا علاج حضرت مرحوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات میں سے ایک کا ذکر ہمارے صاحبدل ڈاکٹر ذیل کے مضمون میں کرتے ہیں۔ معارفِ قرآنی جو اس سلسلہ حقہ پر احمدؐ کے طفیل کھلے ہیں۔ ان کی ایک مثال جناب خواجہ صاحب کے لیکچروں میں غیر احمدی اصحاب کثرت سے دیکھ چکے ہیں۔ خواجہ صاحب کو لوگوں نے گھر بلایا تو کسقدر فائدہ پایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہ خواجہ خواجگان کے گھر میں آجاویں تو کسقدر نعمت سے مالامال ہو جاویں (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں سینکڑوں ہزاروں احسان دنیا کے لوگوں پر عموماً اور مسلمانوں پر خصوصاً ہیں۔ وہاں ایک احسان یہ بھی ہے کہ قرآن کریم کے علم اور عمل کو دوبارہ دنیا میں قایم کیا۔ اور ایک جماعت ایسی بنادی جسمیں خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کے علم کا خاص جوش رکھا ہے آپ کی جماعت کے علم قرآن کو اپنوں اور غیروں سبھوں نے مانا ہے جس کے دل میں ذرہ برابر بھی انصاف اور حق پرستی ہے اس کو ماننا پڑتا ہے کہ قرآن کریم کا فہم اور اُس پر عمل اس جماعت کو خدا نے خاص طور پر عنایت فرمایا ہے۔ ہٹ دھرمی سے کوئی زبان سے مانے یا نہ مانے مگر یہ واقعات ہیں کہ احمدیوں کی خوشہ چینیاں کر کرکے لوگ لکچرار اور واعظ اور مفسر بنے پھرتے ہیں۔ اور غیر اقوام کے مقابل میں احمدی ہتھیاروں سے ہی کام لیتے ہیں۔ جھوٹا کھاتے جاتے ہیں اور غرّاتے جاتے ہیں۔ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد“

خیر۔ اس بات پر میں نے بہت غور کیا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ جو کچھ اس جماعت کو قرآن کریم کا علم اور عمل نصیب ہوا چند بزرگوں کو جن پر اس پاک کتاب کے علم اور عمل کا دروازہ پہلے ہی کھلا ہوا تھا۔ ان کو حضرت کے فیض سے خدا نے مزید برآں اور ہزارہا لطائف و معارف عطا کئے۔ حضرت اقدس کا یہ فیض جو جماعت کو پہونچا ہے۔ وہ میں نے دیکھا کہ کئی طریقوں سے پہونچا ہے۔ ان میں سے بعض عرض کرتا ہوں (۱) خود حضرت نے اپنی مختلف کتابوں یا تقریروں اور تحریروں میں بعض آیات قرآنی کی ایسی لطیف تفسیر کر دی ہے۔ کہ روح وجد کرتی ہے اور ساتھ ہی ایسی جامع ہے کہ دوسری آیات کی تفاسیر میں بہت مدد ملتی ہے۔

(۲) قرآن کریم کی تفسیر اور فہم کیلئے بعض ایسے اصول اور گُر حضور نے بتلا دیئے کہ وہ ہر ایک آیت کے سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔



(۳) بیعت سے جو ایک روحانی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے جو انعامات اور فضل اللہ تعالےٰ کے حضور پر ہو رہے تھے۔ اس میں سے جماعت نے بھی حصہ لیا۔

(۴) حضور کی قوت قدسی نے خدا کے فضل سے جو تزکیہ جماعت میں پیدا کیا۔ اور اس طرح جماعت نے جو تقوےٰ اور طہارت سے حصہ لیا تو اللہ تعالےٰ نے بھی اپنے پاک کلام کا فہم عطا فرمایا۔ بموجب اس وعدہ الٰہی کے جو قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ کہ:۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ یعنے تم تقوای اختیار کرو۔ اللہ تمہیں علم دیگا۔ خود سکھا دیگا۔ یہ بھی فرمایا کہ:۔ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ یعنے قرآن کریم کو نہیں سمجھ سکتے مگر وہی جو پاک کئے گئے ہیں۔ یہ جماعت کی صداقت کا ایک **بڑا بھاری نشان ہے**۔ خود خدا کی کتاب کا فیصلہ ہے کاش کہ کوئی خدا سے ڈر کر سُنے اور مانے یٰلیت قومی یعلمون ؕ

۵ حضرت اقدس چونکہ منہاج نبوۃ پر تھے۔ اور قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ منہاج نبوت کی تفصیل میں ہے۔ اسلئے حضرت اقدس کی زندگی اور نمونہ کو دیکھکر بہت کچھ قرآن کریم حل ہو گیا ہے۔ قاعدہ ہے کہ زندہ مثال سے بات خوب سمجھ میں آجاتی ہے۔ مامور کی پیشنگوئیاں۔ ان کی مخالفت۔ پھر خدا کی نصرت اور تائید اور مخالفین کی ذلت اور ہلاکت۔ غرض سبھی کچھ تو دیکھا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ حضرت اقدس گویا قرآن کریم کی زندہ تفسیر تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نے کوئی تفسیر نہیں لکھی۔ میں کہتا ہوں وہ خود مجسم تفسیر تھے۔ پھر حضرت اقدس کی مسیحیت و مہدویت کے اعلےٰ رتبہ پر قرآن کریم کی اتباع سے پہنچ جانے سے یہ بھی پتہ لگا کہ قرآن کریم کی عبادات و معاملات کی اصلی غرض و غایت کیا ہے۔ اور کس مقام پر وہ انسان کو پہنچانا چاہتا ہے۔

۶۔ نکتہ قرآنی سمجھا کر کہ قرآن کریم دعوے کیساتھ ہمیشہ دلایل بھی بیان کرتا ہے۔ قرآنی علوم کا دروازہ کھولدیا۔ جس سے عجیب و غریب حقایق و معارف کا دریا امنڈ پڑا۔ علم کلام میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔

۷۔ پھر بعض آیات قرآن مجید جو حضرت اقدس کو الہام ہوئیں اُن کے شان نزول سے اور ان کے اندر جو پیشین گوئیاں مخفی تھیں ان کے اس زمانہ میں بھی پورا ہو جانے سے نہ صرف قرآن مجید کی اعلے تفسیر کا علم ہی حاصل ہوا۔ بلکہ اس پاک کلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر تازہ مہر لگ گئی۔ اس کی ایک مثال یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن کریم میں سورۂ دخان میں آتا ہے۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین ۝ یغشی الناس ھذا عذاب الیم ۝ ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون ۝ انی لھم الذکریٰ وقد جاءھم رسول مبین ۝ ثم تولوا عنہ وقالوا معلم مجنون ۝ انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون ۝ یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ انا منتقمون ؕ

ترجمہ:۔ ”پس انتظار کر اس وقت کا جب آسمان کھلا کھلا دخان لاوے۔ وہ چھا لیگا لوگوں کو۔ یہ دردناک عذاب ہے۔ اے ہمارے رب ہم سے اس عذاب کو ٹال دے ہم بیشک ایمان رکھنے والے ہیں۔ ان کو نصیحت کہاں ہو سکتی ہے حالانکہ بیشک ان کے پاس کھولکر (سمجھا دینے والا) رسول آیا۔ اس پر بھی یہ اس سے پھر گئے۔ اور کہنے لگے سکھایا پڑھایا ہوا دیوانہ ہے، بیشک ہم کچھ (عرصہ کیلئے) عذاب کو ہٹا دیں گے۔ تم پھر وہی (کفر) کرو گے۔ جسدن ہم بڑی پکڑ پکڑیں گے۔ ہم پورا بدلے لیں گے“

دُخان کے عربی لغت میں معنے ہیں۔ دھواں۔ گرد و غبار مصیبت۔ خشک سالی۔ قحط۔ اجناس کی گرانی۔ درختوں پر پھلوں کی قلت وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک پیشین گوئی تھی۔ جو بہت صفائی سے پوری ہوئی۔ جب کفار مکہ نے بہت بکواس کی۔ اور شوخی میں حد سے بڑھ گئے۔ اور حضرت رسالت مآب صلعم کو طرح طرح کے دکھ دیئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے یہ پیشین گوئی کی۔ کہ ایسا قحط کا عذاب آئیگا۔ اور وہ ایسا سخت ہوگا۔ کہ یہ بلبلا اٹھیں گے۔ اور بے اختیار ان کی روح اور ان کے قلب چلا اُٹھیں گے کہ اے ہمارے رب ہم سے عذاب ٹال دے ہم نے مان لیا۔ فرمایا اچھا ہم کچھ عرصہ کیلئے عذاب ٹالدیں گے لیکن یہ پھر وہی شرارتیں شروع کر دیں گے۔ اس لئے پھر ہم ان کو ایکدن ایسے سخت عذاب سے پکڑیں گے کہ پھر ہم بدلہ پورا پورا لیلیں گے“

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ مکہ میں سات سال کا قحط پڑا اور ایسا سخت پڑا کہ کفار مکہ ہڈیاں اور مردار اور اونٹ کے بال تک کھا گئے۔ اور بلبلا اُٹھے اور بالآخر حضرت ختمی مرتبت صلعم کے حضور دعا کے لئے استدعا کی۔ چنانچہ عذاب ٹل گیا۔ مگر پھر وہی شرارتیں شروع کر دیں۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا

کہ یہاں اس کے دن خدا نے ایسی سخت پکڑ سے پکڑا کہ
کہ قریباً تمام ائمۃ الکفر کا خاتمہ ہوگیا - یہ ایک بڑا نشان اور معجزہ
قرآن کریم کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ظاہر ہوا - مگر
اس معجزہ سے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ کو بھی محروم نہیں کیا -
اور پھر اسی معجزہ کو دوبارہ اس زمانہ میں دکھلا کر نہ صرف حضرت
نبی کریم صلعم اور قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی صداقت پر تازہ مہر لگا دی - بلکہ اس آیت کی صحیح تفسیر بھی ہو گئی
جس میں مفسرین کو کچھ اختلاف تھا - بلکہ تنذیب الاخلاق کے
ایک پرچہ میں میں نے ایک بڑے مشہور فاضل بزرگ کو اس
آیت کی تفسیر میں نہایت حیران و سرگردان پایا ہے - ۱۳ -
اگست ۱۹۰۶ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ آیت
یوم تاتی السماءُ بدخانٍ مبین ؕ "الہام" ہوئی - یعنے
آسمان کھلی کھلی خشک سالی - قحط اور اجناس کی گرانی لائیگا
۱۳ - اگست کا یہ الہام ہے اس سال جولائی میں کثرت سے بارش
ہو رہی تھی - بلکہ اگست تک بارش کا زور رہا - اور کوئی آثار قحط کے
نہ تھے - چنانچہ بارشوں کے زور شور میں ہی یہ الہام ہوا - اس
الہام کے دو چار روز ہی بعد آسمان کا رنگ پلٹ گیا - (میں نے
یادداشت رکھی ہوئی تھی) بادل خدا جانے کہاں اڑ گئے - اور ایسی
خشک سالی ہوئی - اور ایسا سخت قحط پڑا - کہ اس سے پہلے
کبھی نہ سنا اور نہ دیکھا تھا - چنانچہ دسمبر ۱۹۰۶ء میں گیہوں
کے آٹے کا نرخ ۵ سیر تھا - اور علیٰ ہذا القیاس ہر چیز بسخت
گراں تھی - یہ قحط اپنی آپ ہی نظیر تھا - نہ صرف اپنی شدت کی
لحاظ سے - بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ اسکا اثر ایسا عالمگیر اور پائدار
ثابت ہوا - اور اب تک ہندوستان کو اس سے نجات نصیب
نہیں ہوئی - نہ صرف گیہوں چنا چاول وغیرہ ہی گراں ہوئے
بلکہ دودھ گھی - گوشت ترکاری - ایندھن - غرض ہر چیز میں
یکدم آگ سی لگ گئی - اب بارشیں بھی ہوتی ہیں فصلیں بھی
اچھی ہونے لگی ہیں - مگر اجناس کی گرانی کسی صورت دور
نہیں ہوتی - مدبران ملک کچھ ہی اسکا سبب بتائیں - مگر
حقیقت یہی ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کا
خمیازہ ہے -

## یہ آسمانی دخان ہے توبہ سے ہی جائے گا!

سبحان اللہ یہ پیش گوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی ہے - خدا سچا -
اس کا کلام سچا - اس کا رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سچا
اس کا خلیفہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچا - اللہ تعالےٰ ہمیں
اور سب کو سچی معرفت عطا فرمادے - آمین -

**نوٹ** :- یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے - مذکورہ
بالا آیتوں میں جہاں مذکور ہے کہ قحط پڑیگا اور لوگوں پر چھا جائیگا
اس کے آگے آتا ہے ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون
یعنے کفار مکہ یہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم سے عذاب کو
ٹال دے ہم ایمان لائے - چنانچہ ایسا ہوا کہ قحط سے جب وہ
بلبلا اُٹھے - تو آنحضرت صلعم سے اس کے ٹلنے کی استدعا کی
ظاہر میں تو ایمان نہیں لائے - حالانکہ آیت مذکورہ میں صاف
صاف "ہم ایمان لے آئے" موجود ہے لہذا یہ معلوم ہوا - کہ وہ
حالت خوف جو ان کو حضرت رسول کریم صلعم کے حضور میں لے
آئی - دراصل ان کے قلب میں کسی ایمان کے شائبہ کا نتیجہ تھی -
کیونکہ بغیر ایمان رہتی کے ممکن نہیں کہ خوف پیدا ہو - جب کسی چیز
کا انسان قایل ہی نہیں تو اس سے ڈرنا کیا - اگر ڈرتا ہے - تو معلوم
ہوا کہ ضرور کچھ نہ کچھ دل میں قایل ہے جسکا نتیجہ یہ ڈر ہے - اللہ
کی ذات تو رحیم و کریم ہے وہاں تو ارشاد ہے کہ من یعمل
مثقال ذرۃ خیراً یرہٗ یعنے کوئی اگر ذرہ کے برابر بھی نیک
عمل کرے گا - تو اس کو دیکھ لیگا - چنانچہ اسی شائبہ ایمانی کو جو
قلب کے اندر پیدا ہوا تھا اور اگرچہ اسقدر کمزور تھا کہ کھلے طور
پر ایمان لانے کی طاقت ان میں پیدا نہیں کر سکا - مگر مولا کریم
نے اُسے انا مؤمنون کے لفظ سے ہی تعبیر کیا - اور نتیجہ
یہ ہوا کہ عذاب ٹلگیا - اگرچہ پہلے خود اللہ تعالےٰ نے ہی بتلا یا تھا
کہ یہ پھر اپنی شوخیوں اور شرارتوں کیطرف عود کریں گے - مگر
مولا کریم کا تو ہر ایک فعل انسان کی موجودہ حالت کیمطابق
ہوتا ہے - جیسی جیسی حالت بدلتی جاتی ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ
کا معاملہ بھی اس بندے سے بدلتا جاتا ہے - چونکہ ان کے
قلب میں شائبہ ایمانی پیدا ہوا عذاب کو ٹالدیا - باوجود آیندہ کے
علم کے ان کے ساتھ ان کی حالت موجودہ کے مطابق ہی معاملہ
کیا - جب پھر شوخی کرنے لگے اور اس مہربانی اور عفو سے فایدہ
نہ اُٹھایا تو پھر ایسا پکڑا کہ مہلت ہی نہ ملی - اب میں ان لوگوں کی
خدمت میں جو حضرت مسیح موعود مغفور کی عبد اللہ آتھم والی
پیشین گوئی پر اعتراض کیا کرتے ہیں گذارش کرتا ہوں - کہ
خدا کے لئے انصاف سے ٹھنڈے دل سے سوچو - کیا ٹھیک
یہی حالت عبد اللہ آتھم کی نہیں تھی - جب پندرہ ماہ کے اندر
اس کی موت کی پیشین گوئی کی گئی - اور شرط یہ تھی - کہ
بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نہ کرے اب فرماؤ کہ اس کی قلبی
حالت کا نقشہ ٹھیک وہی تھا جو کفار مکہ کے دلوں کا تھا؟
جیسے وہ ڈرے ایسا ہی یہ بھی ڈرا اور ڈرنے کا ثبوت یہ ہے،
کہ پہلے تو اُس نے اسی مجلس میں جسمیں یہ پیشگوئی - -
سنائی گئی - کانوں پر ہاتھ رکھے اور صاف انکار کر دیا کہ
میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی
گستاخی نہیں کی - (یاد رہے کہ یہ پیشین گوئی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کی سزا کے طور پر حضرت مسیح موعود نے
کی تھی) پھر اس نے اسلام کے خلاف تقریر تحریر یک قلم چھوڑ
دی - حالانکہ پہلے وہ عیسائیت کا بڑا بھاری مبلغ اور اسلام
کا سخت دشمن تھا - رات دن اسلام کے خلاف ہی کارروائیاں
کیا کرتا تھا - پھر اتنا ڈرا کہ مشہور کیا کہ مرزا صاحب نے ایک تعلیم
یافتہ سانپ اس کے پیچھے چھوڑ رکھا ہے - پھر بھاگا ہوا
فیروز پور گیا - وہاں کہنے لگا - کہ رات کو سوار ننگی تلواریں
لئے اُسے نظر آتے ہیں - جو اس کو قتل کرنے کے در پے ہیں رات کو
پہرہ رکھتا - وہاں سے بھاگ کر لدھیانہ پہونچا - وہاں بھی یہی
نظارہ اُسے نظر آتا رہا - جو خوف اور ڈر کا نتیجہ تھا - پھر ایک
دفعہ منجا رچیڑا تو روتا روتا بولا کہ ہائے میں پکڑا گیا - غرض اس قدر
ڈر کبھی نہیں ہو سکتا جب تک قلب میں کوئی شائبہ ایمانی نہ ہو
اگر قطعاً کوئی ایمان نہ ہو تو ڈرنا کیا معنے رکھتا ہے - جسقدر یہ
شخص ڈرا ہے کفار مکہ میں سے تو کوئی اتنا نہیں ڈرا - پھر جب
تھوڑے سے ڈر پیدا ہونے سے خدا تعالےٰ نے ان کی قلبی
کیفیت پر انا مؤمنون کا اطلاق فرمایا - اور اُن کے سر
سے عذاب کو ٹالدیا - تو پھر بدرجۂ اولیٰ ماننا پڑیگا کہ عبد اللہ
آتھم کی قلبی کیفیت پر یہی فتویٰ لگ کر عذاب ٹلنا چاہیئے -
اور چنانچہ ایسا ہی ہوا وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیلًا
اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں ہوتی - پھر جیسے کفار مکہ دوبارہ
شوخی کرنے سے پکڑے گئے اور ہلاک ہوئے - اسی طرح
جب پندرہ ماہ گذر گئے تو عبد اللہ آتھم نے یہ سمجھا کہ ادھو!
یہ تو کچھ بھی نہیں تھا - اس کا وہ ڈر اور ایمانی کیفیت جاتی
رہی - چنانچہ پھر سال کے اندر ہی پکڑا گیا اور ہلاک ہو گیا -
اب قرآن کریم کی آیت موجود ہے اس کے فیصلہ پر غور کرو -
عبد اللہ آتھم والی حالت پر کیا فتویٰ لگتا ہے - اور پھر خدا کی
سنت کیا ہونی چاہیئے - ان آیات نے معاملہ کو آئینہ کیطرح
صاف کر دیا ہے - کوئی سعید روح ہے جو اس سے فایدہ
اُٹھاوے ؟ (عاجز بشارت احمد)

## رسید زر

۱۸ - مارچ ۱۹۱۱ء
اکبر علی صاحب ۲۴۹۳ عہ
۲۰ - مارچ ۱۹۱۱ء
شیخ غلام قادر صاحب ۲۰۶۸ عہ
مستری مہر محمد صاحب ۲۷۱۵ للعہ
۲۲ - مارچ ۱۹۱۱ء
عبد العزیز صاحب ۲۰۸۰ عہ
گلاب الدین صاحب رہتاس ۳۵ لعہ
محمد میر صاحب ۲۶۵۹ عہ
محی الدین صاحب ۱۶۷۱ عار
۲۳ - مارچ ۱۹۱۱ء
محمد اسمٰعیل صاحب ۳۵۵ عار

ہر ایک سلسلہ حقہ میں سابقین اوّلین کا درجہ سب سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ وہ ایسے وقت میں خدا کے فرستادہ کا ساتھ دیتے ہیں۔ جبکہ دنیا اس کی مخالف ہوتی ہے اور ان میں سے ہر ایک اس صادق مامور الہی کی معیت میں اور نصرت میں ایسا محو ہو جاتا ہے کہ خود واعظ بن جاتا ہے اور شب و روز تبلیغ کے کام میں بدل و جان مصروف رہتا ہے۔ اس قسم کے بہت سے پاک نفوس جماعت احمدیہ میں مختلف مقامات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جو اپنی جگہ اپنے ذوق کے مطابق برابر اس کام میں مصروف ہیں اس جگہ میں بطور نمونہ ان انصار سلسلہ میں سے ایک بزرگ مخلص کا ذکر کرتا ہوں۔ جن کو بعض احباب جناب محمد ابراہیم خاں صاحب بن حاجی موسیٰ خانصاحب ساکن کرانچی کے نام سے پہچانتے ہوں گے۔ کیونکہ اخبار میں گاہے گاہے ان ہر سہ عالیقدر بھائیوں میں سے کسی نہ کسی کا ذکر ہوتا رہا ہے ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے مکرم دوست محمد ابراہیم خانصاحب اپنے علاقہ کے بعض اکابر تک تبلیغ حق کے پہونچانے میں نہایت سرگرمی سے مصروف رہے ہیں۔ اس کے ثبوت میں ہمیں خانصاحب موصوف کے چند ایک خط بزبان فارسی ملے ہیں خانصاحب موصوف نے کبھی اس امر کا ہمارے سامنے یا کسی دوسرے دوست کے سامنے ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ کہ وہ اس خدمت میں مصروف ہیں۔ لیکن کسی اتفاق حسنہ سے یہ ضروری ہو گیا کہ وہ خط ہم تک پہونچے ہیں۔ یہ خطوط نہایت مدلل ہیں اور ایک صوفیانہ جھلک اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس واسطے امید ہے کہ ان کی اشاعت ناظرین کیواسطے عموماً اور بالخصوص ان اصحاب کیواسطے جو فارسی کی شیرینی سے چاشنی لینے کا مذاق رکھتے ہیں بہت مفید ہوگی۔ اس واسطے ان میں سے ایک خط درج اخبار کرتے ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً اور بھی کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔ اور صاحبان دل سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ خانصاحب موصوف اور ان کے برادران گرامی قدر کیواسطے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں دینی دنیوی حسنات سے متمتع کریں۔ اور تمام مشکلات کو ان کی راہ سے ہٹا کر انہیں بامراد و کامیاب فرما دے۔ آمین

(ایڈیٹر)

## نقل خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

القوم اخوان صدق بینہم نسب عن المودۃ لا یعدل بہ سبب

مکرم بندہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

دیروز نوازشنامہ ایشاں .. .. .. .. .. .. ..

.. .. .. رسیدہ۔ خوشنود گردانید۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا

بر شما مخفی نیست کہ تعلق بندہ با جناب لی نعمی .. .. ..

.. .. .. .. .. .. .. امروزی نیست

.. .. .. .. .. .. .. بلکہ قدیم است

.. .. .. .. .. .. .. .. .. .. ..

.. .. .. .. .. .. .. .. .. .. ..

.. .. .. .. .. .. .. .. .. .. ..

.. .. .. .. چنانچہ معلوم جانبین است۔

و مقصود از ثبوت قدامت تعلق مذکور اظہار امر غیبی است کہ مبرا از شوائب اغراض نفسانی است۔ یعنی خالص منجانب اللہ است۔ اگرچہ انسان را درین عالم بشریت کہ مربوط بچندیں اسباب و وسایل است۔ فی الجملہ از اغراض نفسانیت چارہ نیست تاہم چوں بر ابتدا و اصل ایں تعلق نظر کردہ میشود۔ یک گونہ امید واری پیدا میشود کہ دریں تعلق بحکمت کاملہ او سبحانہ، تعالےٰ بالضرور کدام روحانیتی مندرج است۔

للہ الحمد کہ امروز از شجرہ ایشاں بہ ثبوت رسید۔ کہ خاندان شما را با اکابران دین متین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسبت خاصہ حاصل است و شاید بندہ را در باطن کشش روحانیت بآں اکابر علیہم السلام بسوئے ایشاں میکشیدہ است پس بندہ را بحکم آیت ھل جزاء الاحسان الا الاحسان نیز باید کہ حق ایں کشش مبارک بحسب مقدور خویش ادا کند ہمیں باعث است کہ بندہ ہمیشہ دریں فکر میبرد کہ در خدمت ایشاں تحفہ پیش کند کہ بہترین تحفہا باشد یعنے تذکرہ دینی۔ چرا کہ حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند نعم العطیۃ و نعم الھدیۃ کلمۃ حکمۃ سمعہا فتطوی علیہا ثم تحملہا الیٰ اخ لک مسلم تعلمہ ایاھا تعدل عبادۃ سنۃ یعنی بہترین عطاہا و خوبترین ہدیہ ہا سخن حکمت است۔ کہ تو آنرا شنیدہ یاد داری و باز آں را تا برادر مسلمان خویش رسانی و او را بیاموزی۔ کہ ہیچو عمل مساوی عبادت یکسالہ است و ایں حدیث تفسیر آیۃ کریمہ ؛۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ است کما لا یخفی لہذا بحکم آیۃ کریمہ و اذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتٰب لتبیننہ للناس ولا یکتمونہ کہ تفسیر آں در ایں حدیث است کہ ما اتی اللہ عالما علما الا اخذ علیہ من المیثاق ما اخذ علی النبیین ان یبینوا للناس ولا یکتموہ اظہار علم ما فی الضمیر خود فرض دانستہ گذارش میکند کہ در نفحات الانس ص ۳۰ آمدہ کہ جد امجد ایشاں حضرت شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبد اللہ انصاری وصیت کردہ گفتہ اند کہ از ہر پیرے سخنے یاد گیرید و اگر نتوانید نام ایشاں یاد دارید کہ از آں بہرہ یابید و نیز فرمودہ انت کہ اولیں نشان ہدایت آنست کہ سخن مشائخ شنوی و ترا خوش آید و بہ دل با ایشاں گرائی و انکار نیاری۔ و ہر گاہ از دوستان خود یکی را با تو نماید و ترا قبول نیفتد و بنظر تو حقیر آید بتر باشد از ہر گناہ کہ آں بتر باشد کہ بکنی۔ زیرا کہ آں دلیل محرومی و حجاب باشد نعوذ باللہ من الخذلان و اگر در نظر غلط افتد و وے آں نباشد کہ ترا بوے قبول افتاد۔ ترا زیان ندارد۔ کہ قصد تو بآں انست بودہ باشد۔ انتہی کلامہ

بندہ میگوید کہ درحقیقۃ ایں وصیت جد امجد ایشاں تفسیر ایں آیۃ کریما ست کہ در سورۃ مومن است وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینٰت من ربکم وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب یعنے مردے مومن کہ از آل فرعون بود و ایمان خود را از فرعونیاں پوشیدہ میداشت۔ بہ فرعونیاں گفت چہ شما در پے قتل و خرابی ہمچو مردے افتادہ آید۔ کہ اللہ تعالےٰ را رب میگوید (یعنے بلا واسطہ تربیت او از او سبحانہ، تعالےٰ شدہ است) و نزد شما بہ دلایل بیّن و براہین روشن آمدہ است حالانکہ اگر او دروغگو است سزائے کذب بر او است و اگر راست گو ست پس بعضی ازاں مصیبت کہ او شما را وعدہ آں میدہد خواہد افتاد۔ یقیناً بدانید کہ او سبحانہ، تعالےٰ ہیچ مسرف کذاب اسرار و معارف خود ہدایۃ نمیکند۔

حضرت جد امجد ایشاں نیز ہمیں وصیت فرمودہ است کہ ہر کہ دعوےٰ عرفاں بکند باو بہ ادب پیش آید۔ کہ دراں خیر شما است چرا کہ اگر او بر حق است و شما از وانکار کردید مرتکب گناہ عظیم کہ مثل آں دیگر گناہے نیست شدید۔ چرا کہ انکار یک کس از اہل حق انکار تمامی انبیاء و اولیا است۔ و اگر شما او را قبول کردید و او در دعوے خود راست نبود شما را ہیچ زیان نمیکند زیرا کہ شما او را برائے حق قبول کردہ اید دریجا شاید کسی را در دل ایں خطرہ خطور کند کہ کسی کہ در بعض امور دین مخالف مشرب ماست او را چگونہ قبول باید کرد۔ در جواب ایں خطرہ بندہ ہم از رشحات نکتۂ معروض میدارد تا روشن شود کہ اہل حق چقدر پاس خاطر اہل باطن میداشتند۔ در ص ۵۴ رشحات در ذکر خواجہ بزرگ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ آوردہ کہ مشرب حضرت امیر

کلال که پیر طریقهٔ خواجهٔ بزرگ اند- این بود که ذکر خفی را با ذکر جهری جمع میکردند چون زمان حضرت خواجهٔ بزرگ یعنی حضرت بهاء الدین نقشبند رسید اوشان ذکر خفی اختیار فرمودند- و از ذکر جهری اجتناب نمودند و هرگاه که اصحاب امیر کلال قدس سرهٔ افتتاح مجلس ذکر جهری میکردند حضرت خواجهٔ بزرگ از مجلس برخاسته بیرون می رفتند- و این معنی بر اصحاب امیر کلال قدس سرهٔ سخت گراں می افتاد- اما حضرت خواجهٔ بزرگ هیچ پروائے آں نمیکردند و نیز با وجود این مخالفة با پیر طریقهٔ خویش دربجا آوری خدمت و ملازمت امیر کلال دقیقه از دقایق فرو نمی گذاشتند و حضرت امیر کلال قدس سرهٔ نیز اندریں باب بر اوشاں هیچ اعتراض نمیکردند اکنوں بنده میگوید که بالنصاف نظر باید کرد که اہل حق چه قدر رعایت خاطر یکدیگر بفرمودند حالانکه ذکر خفی و جهری هردو به آیات و حدیث ثابت است و امروز ایں حالست که بر همچو صاحب مرتبه بلند که دعوئے مسیحیت و مهدویت آخر الزمان فرموده که مثل آں دیگر مرتبه نیست چرا که مرتبه ختم خلافة است- صاف صاف انکار و حکم تکفیر و سعی در تکذیب او میشود- حالانکه اختلاف اوشاں محض در مسئلهٔ حیات و وفات حضرت عیسیٰ علیه السلام است و این اختلاف نیز امروزی نیست بلکه قدیمی است اگر فرق است در اجمال و تفصیل است چرا که امام مالک علیه الرحمة که اولیں امام اند- بریں مقر هستند که حضرت عیسیٰ علیه السلام وفات یافته اند- و امام ابن حزم بصاف الفاظ فرموده که از روئے ظاهر آیات قرآن مجید وفات اوشاں ثابت است- لهذا مذهب او همیں است که حضرت عیسیٰ علیه السلام وفات یافته اند-

و هم چنیں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی بصاف الفاظ در تفسیر خویش در ص ۲۶۲- میفرمایند وجب نزوله فی اٰخر الزمان بتعلقه ببدن اٰخر یعنے نزول حضرت عیسیٰ علیه السلام در آخر زمان ضروری و واجبی است که به بدن دیگر تعلق گرفته نازل خواهند شد باز درمیان صفحه آورده رفع عیسیٰ علیه السلام باتصال روحه عند المفارقة عن العالم سفلی بالعالم العلوی یعنے معنے رفع عیسےٰ علیه السلام اینست که چوں از عالم سفلی روح اوشاں جدا شد بعالم بالا متصل گشت و ایں بالکل مطابق قول حضرت مولوی رومی است قدس سرهٔ چنانچه فرموده ؎

هیچکس را تا نگردد او فنا * نیست ره اندر جناب کبریا

و در جائے دیگر آورده ؎

من شدم عریاں زتن او از وصال * میخرامم تا نهایات الوصال

و همچنیں حال تفاسیر است که در تفاسیر آیات متعلقه ایں امر صدها اختلاف اقوال است و یک قول با قول دیگر متفق نیست و ایں اختلاف بداهةً ظاهر میکند که اہل تفاسیر را دریں امر علم یقینی نیست بلکه مدار اقوال اوشاں بر ظن و تخمیں است- چنانچه قرآن مجید میفرماید و ان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه ما لهم به من علم

الا اتباع الظن ؕ یعنے کسانیکه درباره مسیح اختلاف دارند باعث ایں اختلاف اینست که در شک افتاده اند و علم ندارند بلکه متابعة ظن و گمان میکنند ایں جا معلوم شد که چنانچه یهود در قتل و صلیب عیسیٰ علیه السلام اختلاف داشتند و همیں اختلاف صاف ظاهر میکرد- که دراں واقعه آنها را پیروی ظن و گمان است و اصلی حقیقة را خداوند تعالےٰ از اوشاں پوشیده داشته است چرا که اگر فی الحقیقة علم میداشتند ایں قدر اختلاف در اقوال اوشاں نمی افتاد و همچنیں حال اہل تفاسیر اہل اسلام است که درباره رفع مسیح علیه السلام چندیں اقوال مختلفه پیش میکنند که بر منصف صاف ظاهر میشود که به حقیقة حال نرسیده اند قدر اختلاف کرده اند- و همچو اختلاف بغیر از ینکه از جانب او سبحانهٗ تعالےٰ کدام وحی الهام وارد نشود هرگز مرتفع نمیشد چرا که قرآن مجید در صاف الفاظ میفرماید که رفع اختلاف خاصه او سبحانهٗ تعالےٰ است چنانچه آیت کریمه است فاللّٰه یحکم بینهم یوم القیامة فیما کانوا فیه یختلفون ؕ یعنے خدا تعالےٰ درمیان اوشاں بروز قیامت فیصله خواهد کرد- در آنچه باهم اختلاف دارند-

دریں جا شاید در خاطر کسی خواهد آمد که تعلق ایں آیة بروز قیامت است نه دریں عالم شهادة- در جواب اوشاں گذارش آنکه بعثت انبیاء علیهم السلام فی الحقیقة نمونه قیامت و یوم الحساب و یوم الدین و یوم الفصل است- چرا که اگر همیں نمونه نمی بود بر اصل قیامت و حقیقة آں ایمان آوردن میسر نمیشد- زیرا که ما را همان قدر تکلیف داده میشود که متحمل آں توانیم شد- لا یکلف اللّٰه نفسًا الا وسعها شاهد بریں قول است- و همیں سر است که شروع سورة انبیاء علیهم السلام به ایں آیة شد اقترب للناس حسابهم وهم فی غفلة معرضون یعنے وقت حساب مرداں قریب آمد و اوشاں در غفلت افتاده ازاں روح گردانی میکنند و ایں ازاں فرموده که نمونه با اصل خود لیباً قرابت دارد یعنے هرچه در اصل است کم کم آثار آں در نمونه ضرور میباشد- مرزا بیدل فرموده قدس سره العزیز-

زاں پیش که بر خرمن ما برق فرو شد- امروز که آں شعله شرار ست ببین همیں سبب است که در دور هر نبی علیه السلام یک عالمی زیر و زبر شده رفته است و ثبوت زیر و زبری آنها یا آتش فشانی کوهها شده یا زلزله گردیده و یا وبا و طاعون افتاده یا جنگ و جدال باهمی آنها اوشاں را برباد کرده یا طوفان و طغیان آب و هوا آنها را هلاک نموده چنانچه آیة است قل هو القادر علےٰ ان یبعث علیکم عذابًا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعًا و یذیق بعضکم باس بعض ؕ یعنے اوست قادر مطلق بر آنکه بر شما عذابے مبعوث کند که از بالائے شما باشد (یعنے آتش کوه آتش فشاں و طوفان و طغیان آب و هوا) یا از زیر شما باشد (چوں زلزله و شقاق الارض و امثال آں) یا در شما اختلاف

انداخته در شما جنگ و جدال اندازد- چرا که ایں همه آثار نزول فرشتگان عذاب است که به تدریج مأخوذ شده عالمی را زیر و زبر میکنند- اما چوں بتدریج واقع میشود مردم همچناں در غفلة میمانند تا آنکه بالکل برباد کردند و قطع نسل و خیالات اوشاں شود و بر جائے اوشاں نسل دیگر و علوم تازه جائے گیرد-

دریں باب ایں دو آیة بنده پیش میکند امید که غور و تامل بر آں خواهید فرمود سنستدرجهم من حیث لا یعلمون قریب است که درجه بدرجه ما انهارا خواهیم گرفت بطوریکه آنها نخواهند دانست- و دویم آیة الم نهلک الاولین ثم نتبعهم الاٰخرین کذالک نفعل بالمجرمین یعنے چه ما پیشینها نرا هلاک نکردیم- و دیگر آنرا بر جائے آنها نیاوردیم- سنت و عادت ما چنیں است که با مجرمان همچو کارها میکنیم-

ازیں آیات قرآن مجید صاف معلوم میشود که خداوند کریم مجرمانرا آهسته آهسته چناں میگیرد که اوشاں خبر نمیشود- و نیز آنکه در آخر تمامی منکران هلاک شده بر جائے اوشاں نسل جدید مقرر میشود

سبحان اللّٰه همیں تمام آثار از روز یکه حضرت اقدس علیه الصلوٰة والسلام بشان نبوت مسیحیت مبعوث شده اند و دعوائے خود پیش کرده اند- در جهاں بروز کرده است اما افسوس که در اہل اسلام عادت غور و فکر نمانده است هر که قدرے ازیں باب در خدمت اوشاں بیان میکند- منقبض میگردند- و بالکل نمیخواهند که یک حرف اندریں باب بشنوند- حالانکه دریں نقصان خود اوشاں است و ناصح را محض فرض خود ادا کردنی است و بس-

شاید دریں جا در دل کسی بیاید که حضرت اقدس علیه السلام وفات یافتند- حالے ایں آثار را با اوشاں چه نسبت است بلکه اگر اوشاں در دعوے خود راست میبودند باید بود که تا انفصال ایں امر زنده میماندند- در جواب اوشاں اول ایں آیة است ما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فهم الخالدون یعنے در سورة انبیاء در رکوع سوم است که ما پیشتر از تو هیچ صاحب جسم را زندگی پایدار نداده ایم تا ترا خیال آید که تو بمیری و اوشاں پایدار مانده اند دریں صاف تسلی آنحضرت است که قبل از تو هر نبی که آمده است وفات یافته الیت- خیال نکنی که تو وفات مییابی و اوشاں بجسم زنده اند- چرا که ایں آیة در سورة انبیاء است پس شاید تعلق با احوال انبیاء دارد- و دویم آیة و اما نرینک بعض الذی نعدهم او نتوفینک یعنے خواه ما شمارا بعضی ازاں وعدها که درباره منکران کرده ایم بنمائیم یا تو را پیش از وقوع آں وفات دهیم ازیں آیتها صاف ثابت است که تمام وعدها که در هلاک منکران از جانب او سبحانهٗ تعالےٰ بر نبی وقت و امام الزمان الهام کرده میشود- واقع نمیشود بلکه اگر واقع میشود تا هم بعضے ازاں واقعه

مے شود واکثر آن بعد از وفات اوشان واقع میشود۔ پس ہمین حال وقوع پیشگوئی ہائے حضرت اقدس ؑ است کہ اکثر آن ضرورۃ واقع شدنی است۔ اما برائے دانستن وقوع آن ضرورت ایمان ویقین است کہ بے آن ہیچ معجزہ ونشان اہل حق نتوان رسید چنانچہ او سبحانہ تعالیٰ مے فرماید۔ فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون۔ ما امنت قبلھم من قریۃ اھلکنھا افھم یؤمنون۔ انبیاء رکوع اول۔ یعنے منکران مے گویند کہ اگر این رسول در دعوے خود درست است باید۔ کہ یکے ازان معجزات کہ رسولان سابق آوردہ بودند پیش کند۔

درجواب آنہا او سبحانہ تعالیٰ میفرماید کہ باشندگان قریہ ہا کہ پیش ازین منکران بودند۔ بہمان معجزات انبیائے سابق ایمان نیاوردہ ہلاک شدند۔ چہ ایشان بر آن ایمان خواہند آورد۔

ازین صاف معلوم است کہ دیدن معجزات برائے منکران ہیچ مفید نیست بلکہ ہمین شکوک کہ حالی دارند۔ بعد از وقوع معجزات نیز پیش خواہند کرد و آن معجزات نزد او مشتبہ خواہد شد۔ چراکہ اصلی موجب انکار روگردانی دل است تاکہ دل از انکار خود دست نہ برداشتہ است ممکن نیست کہ دیدہ راست بین شود۔

دراین باب براین آیۃ غور باید فرمود۔ ولو فتحنا علیھم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون۔ لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون ۱۴ یعنے اگر بالفرض ہا بر منکران دروازہ از آسمان بکشائیم و انہا دران مقام رسند کہ عروج بہ آسمان کنند تاہم خواہند گفت کہ بر چشمہائے ما بیہوشی اثر کردہ است بلکہ مارا سحر کردہ اند۔ مرزا بیدل قدس سرہ مے فرماید۔ ؎

اشارات حقیقت بر مجاز افگند آگاہی
خود ہر جا پری در جلوہ آمد شیشہ فہمیدش

سبحان اللہ چہ قدر صاف بیان است کہ اہل انکار اگر شاہد ملکوت آسمان بکنند کہ از ان بہتر معجزہ نیست تاہم از انکار خود دست نخواہند برداشت یا بر نبی بدگمان خواہند بود یا بر خود بدگمان خواہند بود۔

درآخر محض للہ گذارش ست کہ مرتبہ مسیحیت نہایت دشوار فہم و دقیق ترین مرتبہ ہاست چراکہ دراین مرتبہ دو کمال انتہائی کہ کمال نبوت وولایت ست جمع گردیدہ پیش مے شود۔ واو جامع این ہر دو کمال گشتہ از جانب او سبحانہ تعالیٰ مے آید۔ و قاعدہ جامعیۃ است کہ درآن اجمال مے باشد وہمین اجمال موجب اشتباہ کوتاہ نظران مے گردد۔ چنانچہ برائے توضیح آن بندہ این مثال پیش مے کند کہ قوت بینائی وشنوائی اگر ہر دو یکجا کردہ شود وازان یک قوت جامع ساختہ شود۔ موجب حیرت خواہد شد چراکہ مردم حیران خواہند ماند کہ او را گوش بگویند یا چشم بگویند ہمین سر است کہ حق سبحانہ تعالیٰ در ذکر معراج کہ در اوائل سورہ بنی اسرائیل آوردہ ذات پاک خود را باسم انہ ھو السمیع البصیر۔ ستودہ تا دلیل باشد براین کہ فہم این سر دقیق ترین اسرار ہاست چراکہ این نہان مقام است کہ درآن صفت شنوائی وبینائی مجتمع اند وہمین مقام مسیحیت را اہل حق مجمع البحرین مے فرمودہ اند کہ موجب تحیر حضرت موسیٰ علیہ السّلام گردیدہ بود کہ در سورہ کہف ذکر آن است۔

وانکہ درآن بیان سہ واقعہ است کہ یکے پارہ کردن کشتی است ودوم کشتن غلام زکی بغیر نفس است وسوم اقامۃ دیوار شکستہ است بلامزد کہ موجب تحیر حضرت موسیٰ علیہ السلام بودہ است صاف صاف بیان این زمان است کہ بر صاحب غور تا دلیل بحسب قابلیت واستعداد واسرار آن منکشف میشود۔

یعنے اجمالاً آنکہ این سہ کار از لوازم مقام مسیحیت است علیہ الصلوٰۃ والسّلام۔ چراکہ قاعدہ قرآن مجید است کہ واقعہ گذشتہ را برنگ پیشین گوئی برائے واقعات آئندہ بیان مے فرماید۔ تا برہان باشد کہ این نسخہ الحقیقت کلام پاک خدائے عالم الغیب والشہادت است چراکہ در کلام ہر عالم کم وبیش از صفات علمی او مندرج مے باشد۔ اگر طبیب ست ضرور در کلام او از علم طب چیزے اشارات خواہد بود۔ واگر منجم است از نجوم واگر مہندس ست از ہندسہ علی ہذا القیاس۔ پس چون او سبحانہ تعالیٰ در صفت علمی خود عالم الغیب والشہادۃ اند در بیان عالم شہادۃ واز عالم غیب چیزہائے میباشد تا بر خوانندہ ثابت گردد کہ ضرور این کلام خدائے تعالیٰ است کہ عالم الغیب والشہادۃ است۔

بندہ اگر چیزے ازان بیان کند ہیچ فائدہ نخواہد بخشید چراکہ درآن باریکیہاست ومردم بر سخنان بدیہی انکار دارند تا باین باریکیہا چہ رسد۔ اچار خموش میماند۔ درآخر ختم این نامہ براین چند سطور میکند کہ از واقعہ حیدرآباد دکن عبرت باید گرفت چراکہ این واقعہ مثل واقعہ سبا میباشد وحال شہر سبا نیز ہمین طور شدہ ونشان عظیم حضرت اقدس ست دوم انقلاب سلطنت ترک یکے از نشانہائے عظیم است۔ چراکہ بیک طور سلطنت مذکورہ مردہ وباز برنگ دیگر کہ نشان صلح کل درخود دارد زندہ شد۔ ہنوز دیدہ باشید کہ درد تا چہ مے شود ؎

ہنوز این اول عشق است ایدل گریہ کمتر کن
کہ این طوفان نوحانی است عالمگیر خواہد شد

خدایا چشمان امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را بکشای وانچہ حق است وے شنوند اوشان را بنمائے اللّٰھم ارنا حقائق الاشیاء کما ہی۔ اللّٰھم لاتکلنا الی انفسنا طرفۃ عین وانک ان تکلنا الی انفسنا تکلنا الی ضعف وعورۃ وذنب وخطیئۃ۔ والسّلام۔ خاکسار ابراہیم احمدی۔

بعد از ختم این نامہ بندہ را این نکتہ ضروریہ یاد آمد کہ حضرت خواجہ بزرگ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرمودہ اند کہ در رشحات ص ۱۷، مذکور است خواجہ بزرگ میفرمودند کہ اکابر فرمودہ اند کہ گربہ زندہ بہ از شیر مردہ۔ پس نظر براین مقولہ فرمودہ تامل باید کرد کہ کسانیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام را بجسم زندہ دانستہ اند۔ چہ قدر توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کردہ اند وشامت ہمین توہین بوجہ است کہ اہل اسلام از عیسائیان کفش میخورند۔ چراکہ ہر چہ در ظاہر مرئی است ہمہ عکوس وآثار باطن است وبرائے ہمین مرزا بیدل قدس سرہ فرمودہ۔ ہر نقشے کہ مے بینی حرفے ست کہ مے شنوی یعنے ہر چہ در ظاہر عیان است۔ جزئیات خیالات کلی ذہنی تست کہ دل تو بتو میگوید ومؤید این معنی ایۃ وما شھدنا الا بما علمنا است یعنے شہود ما بغیر از صور علمیہ دل نیست۔ بنا براین بندہ میگوید۔ کہ حضرت اقدس صاف فرمودہ رفتہ اند کہ مدار کسر صلیب براین است کہ ہمین عقیدہ را بشکنید۔ ہر قدر کہ این عقیدہ خواہد شکست یعنے قبول کنندگان آن درجہان زیادہ خواہد شد۔ ہمان قدر کسر صلیب خواہد شد یعنے عقیدہ باطلہ عیسائیان شکست خواہد یافت وحقیقت اسلام وعزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر وثابت خواہد شد۔

ونیز گذارش آنکہ بندہ درآن روزہا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاہور تشریف آوردہ بودند در خیرپور بود۔ روزے بندہ را شوق مطالعہ کتاب مرزا بیدل قدس سرہ پیدا شد۔ چنانچہ کتاب مذکور را برداشتہ برائے مطالعہ کشاد بمجرد کشادن این ابیات در نظر آمدند کہ در ذیل نوشتہ مے شود وبندہ را بسیار خوش آمدند و ہمہ را یاد کرد وبذوق تمام آنہارا میخواند تا آنکہ اندرون یکہفتہ خبر وفات حضرت اقدس شنید علیہ الصلوٰۃ والسلام مقصود بندہ از بیان این واقعہ آن است تا روشن گردد کہ تصرف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام چہ قدر در متابعان اوشان سرایت دارد کہ آنچہ اوشان را پیش آمدنی بود بندہ را باوجود این ہمہ غفلت وتاریکی کہ لازم حال دارد پیش از آن بزبان مرزا بیدل قدس سرہ خبرداد ونیز سر رحلت خود را واضح گردانید۔ وتسلی بخشید۔

## وھو ھذا

| | |
|---|---|
| زین سبب رفع شبہ دشوار است | کہ دل اینجا وبسل اسرار است |
| چیست دل قلب نام شتی خون | کہ از و جلوہ میدمد دارون |
| چون عدم ہستی خود اندیشید | شبہہ جمع آمد ودلش نامید |
| پس دل آئینہ ایست عکس نمو | کہ عدم را نمودہ است وجود |

غیب ظاہر شد از نمود دلت
اے دلت دام راہ بیدل باش
کہ ازیں عقدہ غریب کمین
تا بود زندگی ددی باقی است

عین غیر آمد از شہود دلت
عقدہ بگذار و حل مشکل باش
زندگانی است سد راہ یقین
اگر ہمہ او شوی توئی باقی است

والسّلام - بندہ محمد ابراہیم احمدی

---

**درخواست جنازہ** - ہمارے مکرم دوست محمد ابراہیم خان بن حاجی مسے خان صاحب کی اہلیہ خیرپور میرس میں فوت ہوگئی ہیں احباب سے درخواست ہے کہ اپنی جگہ جنازہ غایب پڑھ کر ثواب حاصل کریں مرحومہ ایک احمدی خاتون تھیں - اللہ تعالیٰ مغفرت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے -

**ضرورت**

فیروزپور میں ایک خادم مسجد احمدیہ کی ضرورت ہے - جس کے لئے خوراک کے علاوہ کچھ ماہوار نقدی کا بھی انتظام کیا جائیگا - اگر کوئی صاحب جانا چاہیں تو اس پتہ پر خط وکتابت کریں - سکرٹری انجمن احمدیہ - فیروزپور

**لنگرخانہ قادیان میں ضرورت**

لنگر و بورڈنگ کے لئے دو نانبائیوں کی ضرورت ہے جو کہ ہر قسم کا عمدہ کھانا طیار کرسکتا ہو اور دو نانبائی جو کہ روٹیاں اچھی لگانے میں مشاق ہوں - تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو -

دفتر سکرٹری قادیان ضلع گورداسپور

**تصحیح**

مکرم بندہ جناب مفتی صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اخبار بدر نمبر ۲۵ جلد ۱۰ مورخہ ۴ - اپریل کے صفحہ ۱۱ میں جو انصار اللہ کی فہرست آپنے دی ہے اس میں اور اصل فہرست انصار اللہ میں فرق ہے ایسا نہ ہو کہ کسی بھائی انصار اللہ کو کوئی غلطی لگے اس لئے کمترین اس کی تصحیح کرنا ضروری سمجھتا ہے اصل فہرست میں نمبر ۳۲ پر غلام نبی مدرس بیگم پور - جنڈیالہ ضلع ہوشیارپور - نمبر ۳۳ پر انوار حسین خان صاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی - نمبر ۳۹ پر محبوب عالم صاحب ایجنٹ وکیل گوجرانوالہ درج ہے لیکن اخبار میں نمبر ۳۲ و ۳۳ کو ملا کر صرف انوار حسین خان صاحب مدرس بیگم پور دکھایا گیا ہے اور نمبر ۳۹ پر صحیح پتہ محبوب عالم صاحب ایجنٹ وکیل گوجرانوالہ ہے لیکن اخبار میں محبوب عالم صاحب موضع صریح لکھا ہے جو کہ واقعہ میں بالکل غلط ہے -

کمترین غلام نبی احمدی مدرس مدرسہ بیگم پور - جنڈیالہ ممبر انصار اللہ

۲۰ - اپریل ۱۹۱۱ء

**معزز شیعہ کے خط کا جواب**

میاں محمد صدیق صاحب احمدی رجمنٹل بازار میرٹھ نے رسالہ الحق ۱۸۹۴ء سے نقل کرکے بصورت رسالہ چھاپ کر مفت تقسیم کیا ہے - یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لکھا ہوا ہے میاں محمد صدیق صاحب نے اس کے چھاپنے میں بہت عمدہ کام کیا ہے - اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے -

---

## اوچ وملتان میں تبلیغ

بتاریخ ۵ - اپریل ۱۹۱۱ء اوچ علاقہ ریاست بہاولپور بہمراہی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی ڈاکٹر فلاسفر الہ دین صاحب حضرت شاہ عبد القادر ثانی کے عرس پر پہونچا - ۶ و ۷ و ۸ و ۹ اپریل ۱۹۱۱ء وہاں قیام کیا -

اور اپنی اپنی ہمت خداداد رکھتے ہوئے سب صاحبان نے سلسلہ ربانی کے متعلق تبلیغ کی اور سب لوگوں نے امن سے سنا اور بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور قادیان میں مولوی غلام احمد صاحب اختر کا کارڈ میرے نام آیا ہے - وہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں کے وعظوں کا اثر ظاہر ہو رہا ہے بتاریخ ۱۰ - اپریل ۱۹۱۱ء ہم سب بہاولپور پہونچے ریاست بہاولپور میں چونکہ ریاست کی طرف سے وعظ کرنے کی شارع عام میں ممانعت ہے اس لئے بہ لاچاری ۱۱ - اپریل ۱۹۱۱ء ہم سب ملتان پہونچے - بیرون پاک دروازہ برمکان حکیم محمد اسمٰعیل صاحب بعد از نماز مغرب وعظ کیا گیا - ہمارے بعد ایک مظفرگڑھی مولوی صاحب نے وعظ کیا - ہم بھی تھوڑی دیر سننے کے لئے بیٹھ گئے - آدم علیہ السلام کا قصہ شیطان کا قصہ غرض وہ اپنے وعظ میں قصص ہی بیان کرتے رہے

۱۲ - اپریل ۱۹۱۱ء - گھنٹہ گھر کے پاس بابو صاحب دین صاحب احمدی کی درخواست پر نماز مغرب کے بعد وعظ کیا گیا - اتفاق سے مولوی عبد العزیز صاحب ملتانی بھی موقع وعظ میں موجود تھے وہ مقابلہ کے لئے کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں - میں نے کہا کہ آپ دکھلائیں کہ جہاں لکھا ہے کہ نہیں فوت ہوئے پھر کہنے لگے میں تو مسلم سے دکھلاؤنگا میں نے کہا کہ مقدم قرآن شریف ہے - مولوی صاحب نے بہت ہی اصرار کیا کہ میں تو مسلم سے ہی دکھلاؤنگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں - غرض قرآن شریف کی طرف مولوی صاحب بالکل نہیں آئے - پھر میں نے کہا اچھا مسلم سے ہی دکھلاؤ - اسی مجمع میں مولوی صاحب نے مسلم منگوائی ایک اور مددگار بھی ان کے ساتھ تھا بہت دیر تک ورق گردانی کرتے رہے - ادھر ادھر کے بہانے کرکے مولوی صاحب تشریف لے گئے اور یہ کہہ گئے کہ کل مباحثہ ہوگا پھر لوگوں نے شور ڈال دیا اور ہمارے پیچھے تالیاں بھی بجائیں مگر کسی ایک شخص نے مولوی صاحب کو یہ نہیں کہا - کہ مسلم سے حضرت مسیح ع کی حیات کیوں نہیں دکھلاتے -

صبح مولوی عبد العزیز صاحب نواب احمد یار خان صاحب کے پاس گئے اور ان سے جاکر کہا کہ آپ حفظ امن کا ذمہ لیں اور اپنا مکان بھی مباحثہ کے لئے دیں - سنا ہے نواب صاحب ممدوح نے فرمایا نہ میں حفظ امن کا ذمہ لیتا ہوں اور نہ پسند کرتا ہوں - تم مباحثہ کرو - کیونکہ علم پڑھ لینا اور چیز ہے - اور مباحثہ کرنا کاید دیگر - تم ان لوگوں سے مباحثہ نہیں کرسکتے ہو پھر مولوی صاحب مایوس ہوکر خاموش ہورہے ہمیں اطلاع ملی کہ مباحثہ نہیں ہوگا - اس لئے ۱۳ - اپریل ۱۹۱۱ء ملتان سے روانہ ہوکر قادیان پہنچ گیا ہوں -

غلام احمد - واعظ

---

**مبادی الصرف** - علامہ نور الدین صاحب کی تصنیف علم صرف سکھانے کے لئے بہت مفید - چند نسخے باقی ہیں - قیمت ۲ر

**قرآن شریف مترجم**

شاہ رفیع الدین صاحب علیہ الرحمۃ کا تحت اللفظ ترجمہ - جو بدر میں شائع ہونے والے نوٹوں کے ساتھ بہت مفید ہے - مجلد بجلد چرمی - صرف ایک روپیہ بارہ آنے پر - (عمہ ۱۲ر)

باوا نانک صاحب کا چولہ ۱ر
کشف الاسرار (مسیح کی قبر کشمیر میں) ۲ر
ثنائی چکر (ثناء اللہ کے اعتراض دربارہ دعا کا رد) ۱ر
ضرورت زمانہ ۸ر
عقائد احمدیہ ۲ر

فرزند علی بجواب ابراہیم ۳ر
درثمین اردو فارسی کامل ۹ر
سنت احمدیہ ۴ر
ظہور المسیح ۲ر
الاستخلاف ۳ر
شرائط بیعت ۱۲۵ عصر

**الہامات مرزا کا جواب**

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جو الہامات مرزا کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے - اس کا مختصر جواب تشحیذ کے ایک نمبر میں قاضی اکمل صاحب نے دیا ہے - ۳ر کے ٹکٹ بھیجکر منگوا لیں :

**جنازہ غائب** - والدہ حافظ روشن علی صاحب رمل (۲) راجہ یار محمد صاحب کرگل (۳) مولوی غلام غوث گوجرانوالہ (۴) نور احمد برادر چوہدری فتح محمد (۵) کریم دادخان (۶) بنت نور الدین ساکن دھنگ (۷) اللہ دتا حجام تلونڈی

---

معیار الصادقین ۳ر - شری نہہ کلنک رتن ۲ر
مکتوبات احمدیہ ۴ر - ستر الشہادتین ۱ر

# حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن مجید سے نوٹ



## پارہ چھبیسواں ۲۶ رکوع ۱

### آغاز سورۂ الاحقاف رکوع ۱

### ۴۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(×××)

واجلٍ مسمّی۔ جو دنیا میں ایسے منہمک ہو گئے۔ کہ الٰہی احکام کی بھی پرواہ نہ کی انہیں سمجھایا کہ دنیا و مافیہا کی سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔

اثارۃٍ من علم۔ نقل۔ علم وہی ہے جو "یقین" ہو۔ یہ خوب یاد رکھو۔ کہ عقائد میں بجز وحی الٰہی کے کوئی کلام بنیادی اصل نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی واسطے ایتونی بکتابٍ من قبل ھذا۔ کا مطالبہ ہے۔

عن دعائھم غٰفلون۔ خدا تعالےٰ بھی بعض اوقات دعائیں قبول نہیں کرتا۔ مگر جن معبودان باطلہ کو یہ پکارتے ہیں وہ تو ان کی پکار سے بھی غافل ہوتے ہیں۔ پھر علاوہ ازیں خیر خواہ نہیں دشمن ہو جاویں گے۔ وحی کے بعد ذریعہ یقین دعا ہے۔ جس سے خدائے تعالیٰ کی ہستی۔ اس کے متصرف بالارادہ متکلم ہونے اور اوس کے نبیوں کو برحق ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

بعبادتھم کٰفرین۔ معبود انکار کریں گے یا ان کی عبادت کرنے والے۔

سحرٌ مّبین۔ چونکہ نبیوں کے بعض کمالات کا وہ انکار نہ کر سکتے اس لئے ان کو منسوب بہ سحر کر لیتے۔ غرض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی بات کا جواب نہیں رکھتے تو اسے پوشیدہ سبب کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ جو اس قوم کے اوہام باطلہ سے پیدا شدہ و شائع ہوتا ہے۔

ام یقولون۔ بلکہ وہ کہتے ہیں۔

فلا تملکون لی من اللہ شیئًا۔ دوسرے مقام پر فرما چکا ہے۔ کہ جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے وہ اظلم ہے۔ ظالم کو بغیر سزا کے نہیں چھوڑتا۔ تو اظلم کو کیسے چھوڑ یگا۔ پس فرمایا کہ فریق ظالم تباہ ہو گا

شھیدًا۔ ہر چیز کی گواہی اس کے مناسب حال ہوتی ہے اللہ کی گواہی اس کی تائید و نصرت ہے۔ اس کے فرستادہ کا مظفر و منصور اور مخالفین کا تباہ و مقہور ہونا۔

بدعًا من الرسل۔ پہچان اس چیز کی مشکل ہے جو بالکل نئی ہو۔ رسول تو پہلے بھی آئے پس معیار صداقت واضح ہے۔ اس سے کام لو۔

ما ادری۔ جب آپنے اس سنۃ اللہ کا ذکر فرمایا جو رسل اور اس کے مخالفین سے مخصوص ہے تو سوال کرتے تھے کہ عذاب کب آئے گا۔ فرمایا میں تو نذیر ہوں۔

### ۶۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶ رکوع ۲

(سورۂ الاحقاف رکوع ۲)

ماسبقونا الیہ۔ جب اور معاملات دنیا میں یہ ہمیں پیشوا سمجھتے ہیں تو اس پر قیاس کرکے سمجھ لیں کہ اگر (اسلام) کوئی اچھی بات ہوتی۔ تو ہم ان سے پہلے اسے اختیار کرتے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ موجودہ حالات قوم انگریزی دیکھو۔ تو کیا دنیوی ترقی دیکھ کر دین میں بھی انہیں کی اقتدار کی جاوے ؟ کلّا

فسیقولون۔ س تاکید کے لئے بھی آجاتا ہے۔

پس اس کے معنے ہیں۔ یقیناً یہ لوگ کہتے ہیں۔

عربیًا۔ کھول کر بیان کرنے والی۔

الّذین ظلموا۔ مشرک۔

للمحسنین۔ کسی دوسرے سے بغیر امید بدلہ بھلائی کرنے والے۔ اخلاص والے

مصدّق۔ تصدیق کرنے والی یعنے جو ان کتابوں میں سچ ہے ان کو سچا اور جو جھوٹ مل گیا ہے اس کو جھوٹا بتانے والے۔ چنانچہ قرآن مجید سے یہ امر واضح ہے کہ یہودیوں۔ عیسائیوں کے کئی مسلمہ اصولی مسائل کی تردید فرمائی اور بعض مسائل کی تصدیق۔

سرکار سے بھی جو افسر تصدیق کے لئے مقرر ہوتا ہے وہ بھی یہی کرتا ہے کہ صحیح پر صاد ڈالتا ہے اور غلط کو غلط کہتا ہے۔

فلا خوف۔ قرآن مجید کی بعض آیات والفاظ کی تفسیر دوسرے مقام پر ہوتی ہے مثلاً رب الفلق فرمایا۔ تو اس کی تفسیر فالق الاصباح فالق الحب والنوی سے دوسرے مقام پر کر دی۔ اسی طرح خوف کے متعلق فرمایا۔ تتنزل علیھم الملائکۃ الّا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنّۃ الّتی کنتم توعدون۔ یعنے مصیبتیں تو ان پر بھی آتی ہیں۔ مگر بذریعہ خواب والہام ان کو تسلی دیجاتی ہے جس سے انہیں اطمینان رہتا ہے۔ بلکہ اس خبر کے مطابق جو پہلے ان پر ظاہر کی گئی۔ کوئی ان کا مر بھی جائے تو بھی پیش گوئی پورا ہونے کی ایسی خوشی ہوتی ہے کہ غم ذرا بھی نہیں ہوتا۔

(اس موقعہ پر حضرت مولانا سیدنا المسیح الموعود کے بعض واقعات سنائے کہ سخت سے سخت کرب کی گھڑیوں میں وہ کس طرح خوش و مطمئن رہتے تھے)

وصّینا۔ تاکید کی ہے۔ جب تاکید و نصیحت کی بات کو ملایا جاوے تو اسے وصیت بولتے ہیں۔ ان آیات میں یہ سمجھایا کہ جب معمولی احسان اور ذریعہ خلق ہونے کی وجہ سے والدین کی فرمانبرداری لازم ہے۔ تو کیا اس حقیقی محسن خالق کون و مکان کی فرمانبرداری واجب نہیں۔

## ۸- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶- رکوع ۳

سُورۃ الاحقاف رکوع نمبر ۳

الاحقاف۔ جمع حقف۔ ریت کے وہ ٹیلے جو ایک طرف جھکے ہوئے یعنے گرنے کو مائل ہوں۔ تب بمعنے ساتھ اور بمعنے بیچ۔ اس وقت ڈرایا جب وہ احقاف میں رہتے تھے یا ریت کے ٹیلوں کے ساتھ ڈرایا کہ یہ موجب عذاب بن جائیں گے۔

من بین یدیہ ومن خلفہ۔ خلت ہی سے ان کے معنے کھل گئے کہ آگے پیچھے بلحاظ زمانہ مراد نہیں بلکہ بمعنے قرب وجوار۔

یجھلون۔ جہالت کے ایک معنے نہ جاننا۔ دوم یہ کہ اپنی بات پر ہٹ کرنا۔

عارضاً۔ عرض کسی چیز کا سامنے آنا (ب) وہ بادل جو سفید رنگ کا ہو اور برسنے والا۔

ان مکنّٰکم۔ نہیں قدرت دی تمہیں ان نافیہ

## ۹- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶- رکوع ۴

سورہ الاحقاف رکوع نمبر ۴

صرّفنا الآیات۔ چونکہ مختلف طبائع مختلف مذاق کے لوگ ہیں اس لئے مختلف رنگوں میں ماموران الٰہی کے لئے نشان دکھائے جاتے ہیں تاکہ کسی طرح رجوع الی الحق کریں۔

قرباناً۔ مقرب کرنے والے۔ دوسرے مقام پر لیقربونا الی اللہ ذلفی فرمایا

فلولا نصرھم۔ واقعات کے لحاظ سے اس وقت صادق آیا۔ جبکہ ایک طرف مشرکان عرب اپنے بتوں کے بھروسہ پر اور ایک طرف جناب رسالتمآب اپنے واحد خدا کے توکل پر آپس میں مقابلہ کرتے تھے۔ چنانچہ فتح مکہ آپ کے ہاتھ پر ہوئی۔ تو اس بات کا فیصلہ ہوگیا یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد فوج در فوج لوگ دین اللہ میں شامل ہوئے چنانچہ اس سال کا نام عام الوفود ہے۔

اذ۔ اس سے پہلے یا بعد فصل ہوتا ہے۔ جو مفسرین نے اذکر لکھا ہے۔

نفر من الجن۔ ہم لوگ جنوں کے منکر نہیں۔ اسی طرح ان کے قائل ہیں جیسے فرشتوں کے جن بمعنے پوشیدہ مخلوق۔ اس لفظ کا اطلاق پہاڑی مخلوق پر بھی ہے۔

داعی اللہ۔ اللہ کی طرف بلانے والا یا اللہ کا منادی کرنے والا۔

بمعجز۔ بھاگ سکنے والا۔

اولم یروا۔ کیا "یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں" اور انہوں نے نہیں دیکھا۔

بات تو یہ بیان ہو رہی تھی کہ جو داعی اللہ کو نہیں مانتے وہ عذاب الٰہی سے ہلاک ہوں گے چونکہ خدا تعالیٰ کی ایک عظیم الشان طاقت کا ذکر ہوا تو ساتھ ہی مُردوں کے زندہ کرنے کا ذکر فرما دیا۔ کہ انّہ علیٰ کل شیٔ قدیر۔ جس کے معنے ہیں۔ ہر چاہی ہوئی بات پر قادر ہے۔ فعّال لما یرید اور یفعل ما یشاء سے بھی اِنہی معنوں کی تائید ہوتی ہے۔

لم یلبثوا الا ساعۃ۔ عذاب کا زمانہ اتنا لمبا اور ممتد ہوگا۔ کہ دنیا کی زندگی کا زمانہ ہیچ نظر آئیگا۔ تکلیف کے مقابلہ میں آرام کا زمانہ بہت ہی چھوٹا نظر آتا ہے۔

### سُورۃ الاحقاف کے نوٹ ختم ہوئے

## آغاز سُورہ محمدؐ

رکوع نمبر ۱

پارہ ۲۶ رکوع ۵

## ۱۰- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

اضلّ اعمالھم۔ وہ کام تو کر رہے ہیں۔ مگر جو نتائج انہوں نے سوچے ہوئے ہیں وہ ان پر مرتب نہ ہوں گے بلکہ ان کے خلاف۔

والذین اٰمنوا۔ ایمان میں یقین و تسلیم شرط ہے یہ بطور تخم اور اعمال بمنزلہ پھل مؤمن وہی جس کی قوت نظریہ و عملیہ دونوں اعلےٰ درجہ پر ہوں۔ اور پھر بما نزل علیٰ محمدؐ پر بھی ایمان ہو یہ کیونکہ وہ "حق" ہے پس جو آخری مامور کا انکار کرے گا اسے کافر کہا جائیگا اور مستوجب عذاب ٹھہریگا۔

کفّر عنھم سیّاٰتھم۔ ایمان لانے سے بدیوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

اثخنتموھم۔ اثخان (۱) بوجھ ڈال دینا (۲) خون بہا دینا (۳) کسی ملک میں اپنا دباؤ بیٹھا دینا۔ آخری معنے مراد ہیں اپنا سکہ بٹھاؤ۔

منًّا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر اسی پر عمل کیا کہ احسان سے چھوڑ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اسلام کثرت سے پھیلا۔

سیھدیھم۔ مقتول ہونے کے بعد ہدایت کے کیا معنے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہدایت کے تین معنے ہیں۔ رستہ دکھانا۔ رستہ پر چلانا۔ منزل مقصود پر پہنچانا۔ یہاں آخری معنے مراد ہیں یعنی ثمرہ ایمان و اعمال صالحہ دیگا۔

عرّفھا لھم۔ بتا دیا ہے وہ جنت یا اس جنت کی تعریف بیان کر دی ہے ان کے لئے ایک مفسّر نے یہ معنے کئے ہیں جو مجھے پسند ہیں۔ عرف کہتے ہیں۔ خوشبو کی مہک کو جنت کی خوشبو پھیلا دی ہے۔ اِسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ شہیدوں کے خون کی بو کستوری کی مانند ہوگی۔

فتعساً لھم۔ پھٹکار۔ ہلاکت۔

للکٰفرین امثالھا۔ نبی کریم کی نبوت کا دامن قیامت تک وسیع ہے اور امت محمدیہ میں ہر صدی کے سر پر مامور ہوتا ہے پس عذاب بھی قسم قسم کے آئیں گے۔

مولیٰ۔ آقا۔ ناصر۔ مہربان۔

## ۱۱- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶ رکوع ۶

(سُورۃ محمدؐ رکوع نمبر ۲)

جنّتٍ ۔ وہ زمین جہین باغ کے درخت لگائے گئے ہون ۔ من تحتھا کے ترجمہ مین مفسّرین کو دقت پیش آئی ہے چنانچہ وہ اشجار یا قصور کو مقدر بتاتے ہین ۔ اسے من تحت اشجارہا اوٗ قصورہا ۔ چنانچہ ایک نے لکھا ہے کہ جنّت وہی ہے جس کے باغ مین مکان بھی ہو ایسے شکلات سے بہ اعتبار عرف نکل سکتے ہین ۔ جو زمینین دریا یا انہار کے کنارے پر ہون وہ بہت سرسبز ہوتی ہین اور ان کا نظارہ بہت خوبصورت ہوتا ہے پس یہی مطلب ہے یہان کہ وہ باغ برلب انہار ہون گے (اور ہم بولتے ہین راوی لاہور کے نیچے بہتی ہے)

یتمتّعون ۔ کفّار بھی نفع اُٹھاتے ہین مگر کہان دنیا کی فانی مزا اور کہان آخرت کا ابدی آرام ۔

ویاکلون ۔ مؤمن و کافر مین یہ فرق ہے کہ مؤمن چلتا ہے بیٹھتا ہے کھاتا ہے ۔ پیتا ہے تو بہ نیّت اطاعت اللہ و رسُول اور بہ ارادۂ احتساب ۔ اور کافر چارپایون کی طرح اپنی نفسانی خواہش کے لئے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ اُمّت محمدیّہ کی مثال ان مزدورون سے دی جو عصر سے شام تک کام کرکے دوسرون سے زیادہ مزدوری پائین ۔

بیّنۃ ۔ بہت بیان کرنے والی چیز ۔ شہادت ۔ دلیل ۔ قرینہ کو بیّنہ کہتے ہین کیون ان سے امر متعلّقہ خوب واضح ہوجاتا ہے ۔

مثل الجنۃ ۔ جو لوگ نعماء جنّت کا دنیا پر قیاس کرکے اعتراض کرتے ہین ان کا جواب اس آیتہ مین ہے ۔

فرماتا ہے ۔ اس جنت کی توضیح ان نعماء کے بیان سے ہوگی ۔

ماذا قال آنفاً ۔ کلام ذو وجہین ہے اپنے دوستون پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم وہان جاکر بھی کچھ نہین سنتے ۔ دوم ۔ بطور اظہار حقارت اور اِدہر اُدہر مسلمانون کو دہوکہ دینا ۔ کہ کس قدر قدر کرتے ہین کہ پھر پوچھتے پھرتے ہین ۔

زادھم ھدیً ۔ نیکیون پر چلنے سے خداوند تعالیٰ نیکیون کی توفیق دیتا ہے اور انسان بدیان کرے تو اور بدیون کی تحریک ہوتی ہے ۔

اشراطھا ۔ سب سے بڑا نشان تو نبی کریم کی بعثت ہے ۔

## ۱۲ ۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶ رکوع ۷
سُورۂ محمد رکوع ۳

فاولٰی لھم طاعۃٌ ۔ فرمان برداری ان کے لئے بہتر تھی ۔ جو پسندیدہ بات ہے ۔

فلو صدقوا اللہ ۔ مؤمن کے لئے عبرت کا مقام ہے پہلے پہلے بڑے دعوے کرنے اور پھر وقت پر عمل نہ کرنا بہت بُرا ہے ۔ دوم کسی کی ظاہری صورت پر ہی اعتماد نہ کرلیا جاوے ۔

تولّیتم ۔ والی بن جاؤ یا لوٹ جاؤ ۔

خدا نے مومنون کو والی بنانا چاہا تو سمجھایا کہ فساد فی الارض و قطع رحم نہ کرنا ۔ جب جنگ کی ضرورت نہ تھی اس وقت جنگ کی خواہش ۔ اور جب ضرورت تھی اس وقت جنگ سے منہ پھیرنا ۔ ثابت کرتا ہے کہ ایسے لوگ والی بن کر فساد و قطع رحم ہی کرین گے ۔

لعنھم اللہ ۔ ان صفات والے لوگون کا جو بد انجام ہوا ہے وہ بتا کر عبرت دلائی

اَم ۔ منقطعہ بمعنے بلکہ خدا کے کلام مین ام متصلہ نہین ہوتا ۔ جو دو مین سے ایک کی تعیین کے لئے آتا ہے ۔

اقفالھا ۔ وہ قفل جو دلون کے لئے ہوا کرتا ہے ۔ ھا اسی بات کو ظاہر کرتا ہے مطلب کہ وہ حق قبول نہین کرتے ۔ ایمان کے دو جزو ہین ۔ یقین و تسلیم ۔

عنادی کفّار حق باتون کو سمجھ تو لیتے ہین جحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا ۔ مگر مانتے نہیں ۔

پس قفل سے یہ مراد ہے کہ چون کہ کافر عناد پر ایسا تلا ہوتا ہے ۔ کہ یقین کی راہ اس کے لئے نہین کھلتی ۔ اگر کھلے تو وہ تسلیم نہین کرتا ۔ یہ نہین کہ سرے سے سمجھ ہی ماری جاتی ہے ۔

سنطیعکم ۔ ضعیف الایمان ۔ ائمۃ الکفر اور ان لوگون سے جنھون نے ما نزل اللہ کو پسند نہین کیا ہے ان کے ملکر کام کرنا پسند کرتے ہین اور ان کی بعض باتون مین جو کہ بظاہر خوشنما معلوم ہوتی ہین پیروی کرنا چاہتے ہین اس کا نتیجہ ارتداد ہوتا ہے اسی واسطے کفّار کی موالات سے منع کیا گیا ہے ۔

فاحبط اعمالھم ۔ یہ انہی لوگون کی نسبت ہے جن کی نسبت الّذین اٰمنوا ابتداء رکوع مین فرمایا ۔



## ۱۳ ۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

پارہ ۲۶ ۔ رکوع ۸
(سورہ محمدؐ رکوع ۴)

ولنبلونکم ۔ بصیغہ متکلم الغیر ۔ اس مین فرشتہ وغیرہم شامل ہین آزمانا معنے ہون تو بھی اعتراض نہین کیون کہ اللہ جانتا ہے ۔ مگر فرشتے ۔ انبیاء مومنین نہین جانتے مگر لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب ۔ بھی آیا ہے ۔ بعض نبلونکم کے معنے بلا مین ڈالنے کے ہوتے ہین میرے نزدیک خدا کا علم دو قسم ہے (۱) ذاتی ۔ جب کوئی چیز موجود نہ تھی اس وقت بھی تفصیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ جانتا تھا اور اس علم سے اللہ کی ذات کسی وقت خالی نہین ہوئی ۔

(۲) فعلی ۔ جس وقت وہ چیز واقع ہوجاتی ہے اس وقت بھی ایک علم ہوتا ہے ۔ بلا تشبیہ برائے مثال یہ بات ہے کہ پہلے مکان کا نقشہ ذہن مین ہوتا ہے ۔ پھر مکان کے بننے کے بعد اسے دیکھتا ہے ۔ تو وہ بھی علم ہے ۔ مگر پہلا علم اس شے کی ذات کی نسبت تھا ۔ دوسرا اس چیز کی نسبت یہ علم کہ واقع ہوگئی ۔ جہان لیعلم آتا ہے ۔ وہان دوسرے علم کے متعلق مراد ہوتی ہے ۔

لنبلونکم ۔ کے معنے یہ ہین کہ ہم تمہین ایسے کام دین گے جس سے تمہاری اندرونی حالت کھل جائے ۔

حتّی نعلم ۔ اللہ تعالےٰ کو پہلے علم تھا کہ ایسا ہو دیگا ۔ پھر یہ علم ہوا کہ ایسا ہوگیا ۔

فلا تھنوا ۔ پچھلی آیات مین جب یہ ذکر آیا کہ ان کی کوششین اکارت جائین گی ۔ تو ساتھ ہی مومنون کو سمجھایا ۔ کہ دیکھو تم یہ خیال کرکے کہ اب وہ ناکام تو رہین گے ہمتو

کیا کام کرنا ہے۔ تبلیغ نہ چھوڑ دو۔

وتدعوا الی السلم۔ سُستی کی وجہ سے صُلح کی طرف نہ بلاؤ۔ بعض ضعیف الایمان جب مخالفین کی مخالفت کو برداشت کرنے کی تاب نہیں رکھتے۔ تو گھبرا کر صلح کی طرف دوڑتے ہیں۔ جس کو دوسرے الفاظ میں مداہنت کہ سکتے ہیں۔

انما الحیوۃ الدُّنیا۔ جو اپنے مخالفین سے ملنا چاہتے ہیں انکی غرض اکثر دنیاوی جاہ و جلال اور شہرت ہی ہوتی ہے۔ فرماتا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں

یبخل عن نفسہٖ۔ اپنے نفس سے بخل یہ ہُوا۔ کہ اگر نہیں دیتا تو آپ ہی نقصان اُٹھائے گا اور فوائد سے محروم رہے گا۔

جب بیج ڈالنے کا وقت ہوتا ہے اس وقت اگر کاشتکار بیج نہ ڈالے تو یہ بخل اس کی جان پر نقصان پہنچانے والا ہوگا۔

## سُورہ محمدؐ کے نوٹ ختم ہوئے



## آغاز سُورۃ الفتح

رکوع پہلا

(پارہ چھبیسواں رکوع ۹)

۱۶- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

انّا فتحنا۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ایک خواب کی بنا پر مدینہ سے کوچ فرمایا اور حدیبیہ میں ڈیرا لگایا۔ جہاں آپ کی اُونٹنی آکر خود بخود بیٹھ گئی۔ وہاں صلح کی تحریک ہوئی اور ایک ایسا موقعہ بھی بن گیا کہ آپ نے صحابہ سے بیعت بھی لی۔ صلح کے شرائط کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) اس سال ہم حج نہ کریں گے (۲) آیندہ سال آئیں گے مگر تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں گے۔ (۳) کوئی کافروں میں سے مسلمان ہو کر گیا تو واپس دیدیں گے۔ لیکن مسلمانوں سے نکل آیا تو واپس نہ دیا جائیگا ان حالات میں جبکہ بعض اکابر لم نوت الدینۃ فی دیننا۔ کہ رہے تھے یہ آیت نازل ہوئی جو کہ ایک اعجاز ہے۔ کیوں کہ یہ پیشگوئی فتح مکّہ پر بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور یہی صلح کے معاہدے جنہیں انہوں نے اپنے مفید مطلب باتیں رکھی تھیں ان کی تباہی کا موجب ہوگئیں۔

لیغفرلک۔ فتح کے نتائج بیان فرماتا ہے۔ (۱) غفر ذنب (۲) اتمام نعمت (۳) ہدایت صراط مستقیم (۴) نصر عزیز۔

سیاق و سباق سے واضح ہوتا ہے۔ کہ فتح دے دینے سے گناہوں کی بخشش کو کوئی تعلق نہیں ہوسکتا اور نہ فتح نصرت کا سبب ہے۔ بلکہ نصرت فتح کا موجب بن سکتی ہے۔ پس صحیح معنے یہ ہیں۔ کہ فتح دینے سے مفصلہ ذیل مقاصد مطلوب ہیں۔ جو جو قصور تیرے ذمّے (اے نبی) لگاتے ہیں وہ سب کے سب دُور ہو جاویں اور ثابت ہو جاوے۔ کہ تو مغفور گناہوں سے محفوظ و معصوم ہے۔ اس سوال کا جواب کہ یہ کیوں نہیں صاف کہا گیا کہ گناہ کیا ہی کوئی نہیں یہ ہے کہ بعض باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایسی کیں۔ جو اُن کے خیال میں گناہ تھیں۔ مگر اللہ کے نزدیک یہ گناہ نہ تھا۔ مثلاً ابوجہل نے آپ کو قطع رحم فساد فی الارض کا الزام لگایا۔ یہ تو صحیح ہے کہ آپ کی بعثت سے بیٹا باپ سے اور بھائی بہن سے جدا ہُوا۔ جنگ بھی ہوئے مگر یہ سب باتیں خیر و برکت کا موجب تھیں اس لئے گناہ نہیں عرب کے دلوں میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی۔ کہ جو کامیاب ہوگا وہ ہی حق پر ہے۔ اب بھی یہی دلیل آپ کی صداقت کی ہے۔ اور ان تمام اعتراضوں و الزاموں کا جواب ہے۔ جو آپ کی ذات ستودہ صفات پر لگائے گئے اور لگائے جائیں گے۔ کیوں کہ اس خارق عادت واتمام نعمت و کامیابی کی نظیر اور کسی نبی میں اس اعلےٰ درجہ کے ساتھ نہیں پائی جاتی اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ آپ کی زندگی بالکل پاک اور خدائے تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت ہے اسی فتح سے کھل گیا کہ آپ اس صراط مستقیم پر ہیں جس پر چل کر انسان آسانی کے ساتھ کامیابی کی منزل پر پہنچ سکتا ہے۔

اصول اربعہ متنابہ سے ثابت ہوگیا کہ جیسے دنیا میں آپکے رفقاء مظفّر و منصور اور وارثان جنّات ہوئے ایسے ہی آخرت میں ہوں گے۔ اسی طرح آپکے اعداء جیسے دنیا میں ناکام ہلاک ہوئے ایسے ہی آخرت کو ہلاکت کے گڑھے میں پڑیں گے۔

جب دنیا کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں وہ پوری ہوگئیں تو آخرت کے متعلق بھی ضرور ہونگی اور لیدخل المومنین آہ کی آیت پوری ہوگئی۔

ایمان مع ایمانھم۔ ایمان کے چار مراتب ہیں پڑھتا درجہ سکینۃ ہے۔ جسمیں مومن کو اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالےٰ سے خارق عادت نصرت شروع ہوجاتی ہے (ب) اعمال کے ساتھ ایک نور ہوتا ہے۔ کثرت اعمال صالحہ کے سبب وہی نور اس انسان کو گھیرے رہتا ہے۔

خدا کے وعدوں پر ایمان تو پہلے ہی سے تھا۔ جب پورے ہوئے تو یہ ایک اور ایمان ہوگیا۔

للّٰہ جنود السّموات والارض۔ بادل۔ ہوا۔ حالات نے جو جو نصرت اسلامی لشکر کے لئے کی۔ یہ سب اللہ کے حکم سے تھے۔

۱۷- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

(بقیہ رکوع ۹- پارہ ۲۶)

شاھداً۔ یہ فتح اس لئے دی کہ ثابت ہو تو خدا کی ذات وصفات کا ایک گواہ ہے رسول کی رسالت کی گواہی کے لئے اللہ کافی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وکفیٰ باللّٰہ شہیدا اور اللہ کی ہستی کا ثبوت ہے۔ رُسول کی رسالت ھوالّذی ارسل رسولہ۔

جو ذات بےمثل ہے اس کے صفات بھی بے مثل ہونگے اور جس کے صفات بےمثل ہیں اس کے افعال بھی بے مثل ہوں گے۔ نبی آتا ہے وہ اپنی ذات وصفات و افعال میں مثل رکھنے والا وجود ہے مگر بعض باتیں وہ ایسی بتاتا ہے کہ انکی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہوتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا ہے اور یہ خدا کا کلام ہے۔ کیوں کہ بے مثل کا ظہور انسان سے ناممکن ہے اور جس شخص کے ذریعہ یہ قبل از وقت خبر دی گئی۔ وہ نبی ہے ورنہ کیوں اسی کے ہاتھ پر یہ بے مثل فعل الٰہی ظاہر ہُوا۔ لامحالہ ظاہر ہُوا کہ اس انسان